پیغام سیرت

تکریم انسان

تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد

لغوی واصطلاحی تشریح

لغت میں تکریم، کرُم، یکرُم کا مصدر ہے۔ اس کے معنی شرافت کے ہیں اور اس کا مادہ ک رم ہے۔ جوہری کہتے ہیں کہ تکریم واکرام دونوں کے ایک معنی ہیں اور اس کا اسم کرامۃ ہے۔ قاموس میں اس کے معنی عزت، شرافت، سخاوت اور فیاضی کے ہیں۔(۱)

کریم اللہ تعالیٰ کے اسماءمیں سے ہے، جس کی تشریح میں امام غزالی نے فرمایا:

الکریم: ھو الذی اذا قدر عفا، واذا وعد وفیٰ واذا اعطی زاد علی منتھی الرّجاء، ولا یبالی کم اعطی، ولا من اعطی؟ (۲)

کریم وہ ذات ہے جو دیتی ہے تو پورا دیتی ہے، جب وعدہ کرتی ہے تو وفا کرتی ہے اور جب کچھ عطا کرتی ہے تو امید کی انتہاؤں سے بھی زیادہ عطا کرتی ہے اور اسے اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں ہوتی کہ کتنا دیا اور کس کو دیا۔

امام طبری تکریم کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انسان کی تکریم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دوسری تمام مخلوقات پر تسلط عطا کردیا ہے اور تمام مخلوقات کو اس کے لئے مسخر کردیا ہے۔(۳) انسانی تکریم کی بہت سی جہتیں اور انواع واقسام ہیں۔ ان میں سے چند کو آئندہ سطور میں مختصراً

۱۔ دیکھئے جوہری۔ الصحاح: بہ ذیل مادہ۔ القاموس المحیط: بہ ذیل مادہ ۲۔ موسوعۃ نضرۃ النعیم: ج ۴، ص ۱۱۳۶

۳۔ طبری۔ التفسیر: ج ۱۵، ص ۸۵

بیان کیا جارہا ہے۔

۱۔ دستِ قدرت سے بنانا

انسان کے سوا دیگر مخلوقات میں کوئی مخلوق ایسی نہیں جس کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہو۔ یہ اعزاز واکرام صرف انسان کو حاصل ہے۔ چناں چہ ارشاد ہے:

اِذْقَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍO فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَO فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَO اِلَّآ اِبْلِیْسَ ط اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ O(۴)

جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے ایک انسان پیدا کرنے والا ہوں تو جب میں اس کو پوری طرح بنالوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدے میں گر پڑنا۔ چناں چہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ اس نے تکبر کیا اور وہ تو تھا ہی کافروں میں سے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَاِذْقَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍO فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْالَهٗ سٰجِدِیْنَ O فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَO اِلَّآ اِبْلِیْسَ ط اَبٰٓی اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَO قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَالَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَO قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍO قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ O وَّاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِO قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَOقَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَO اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِO قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَO اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَO قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌO اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِیْنَ O وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَO لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ط لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌO (۵)

جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں کھنکھناتی ہوئی مٹی سے جو سڑے ہوئے کیچڑ سے بنی تھی، ایک بشر بنانے والا ہوں۔ جب میں اس کو پوری طرح بنالوں اور اس میں اپنی

۴۔ ص: ۷۱۔۷۴ ۵۔ الحجر: ۲۸۔۴۴

روح پھونک دوں تو تم اس کے لئے سجدے میں گر پڑنا۔ پھر تمام فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، اس نے اس سے انکار کیا کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں سے ہو۔ اللہ نے فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہ ہوا۔ اس نے کہا کہ میں ایسے بشر کو سجدہ نہیں کرسکتا جس کو تو نے سڑے ہوئے گارے کی کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ اللہ نے فرمایا کہ تو یہاں سے نکل جا، بے شک تو مردود ہے اور بے شک تجھ پر فیصلے کے دن تک لعنت ہے۔ اس نے کہا اے رب تو اس دن تک مہلت دے جس دن مردے زندہ کئے جائیں گے۔ اللہ نے فرمایا بے شک تجھے مقررہ وقت کے دن تک مہلت ہے۔ اس نے کہا اے رب! جیسا تو نے مجھے گم راہ کیا میں بھی دنیا میں ان کے لئے (گناہوں کو) ضرور مزین کروں گا اور البتہ ان سب کو گم راہ کروں گا سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔ اللہ نے فرمایا کہ مجھ تک پہنچنے کا یہی سیدھا راستہ ہے۔ بلا شبہ میرے بندوں پر تیرا بس نہیں چلے گا سوائے ان گم راہ لوگوں کے جو تیری پیروی کریں گے۔ اور یقیناً ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے۔ اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے ان کا ایک مخصوص حصہ ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے فرشتوں سے فرمایا کہ میں کھنکھناتی ہوئی مٹی سے جو سڑے ہوئے گارے سے بنی ہوئی ہوگی ایک بشر کو پیدا کرنے والا ہوں۔ سو جب میں اس کو پوری طرح بنالوں اور اس میں اپنی خاص روح پھونک دوں جس سے وہ زندہ ہوجائے گا، تو تم سب اس کی طرف رخ کرکے سجدے میں گر پڑنا۔

حضرت آدم سے پہلے کوئی مخلوق مٹی سے نہیں بنائی گئی۔ چوں کہ مٹی کی خاصیت تذلل اور خاک ساری ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا تا کہ لوگ اللہ کے سامنے خشوع وخضوع اور عجز وانکسار کرنے والے بنیں اور ان کو کمال درجے کا مقام عبدیت وعبودیت حاصل ہو۔

جب اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق کر چکا تو تمام فرشتوں نے اس کی طرف رخ کرکے اس کو سجدہ کیا سوائے ابلیس ملعون کے، اس نے غرور وتکبر کی بنا پر اپنے آپ کو بڑا اور افضل سمجھتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کردیا اور اللہ کے حکم کی پرواہ نہ کی اور نہ اس نے یہ خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ حکیم مطلق ہے اس لئے اس کا حکم حکمت سے خالی نہیں ہوسکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ فرشتوں میں سے تھا ہی نہیں بل کہ وہ جنوں میں سے تھا اور جنوں کی تخلیق آگ سے ہوئی ہے اور آگ کی اصل علو اور

استکبار ہے۔ اسی لئے اس اپنے آپ کو حضرت آدم علیہ السلام سے افضل و برتر سمجھا جو مٹی سے بنائے گئے تھے۔ اور یہ نہ سوچا کہ گو حضرت آدم مٹی سے بنائے گئے ہیں مگر ان کو اللہ نے اپنے دست قدرت سے بنایا ہے۔ یہ شرف وفضیلت کسی اور مخلوق کو حاصل نہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہیں دیا۔ اس نے جواب دیا کہ میں انسان کو سجدہ نہیں کروں گا۔ جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا، مٹی کا درجہ تو تمام عناصر سے کم ہے۔ مجھے تو نے آگ سے بنایا ہے جو تمام عناصر میں اعلیٰ واشرف ہے۔ اس لئے میں حضرت آدم علیہ السلام سے افضل واشرف ہوں۔ لہٰذا افضل واشرف مخلوق، ادنیٰ اور کثیف مخلوق کو سجدہ کیوں کرے۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان سے فرمایا کہ چوں کہ تو نے میرا حکم نہیں مانا اس لئے اب تو جنت اور آسمان سے نکل جا۔ بلا شبہ تو مردود ہے۔ بلا شبہ اب تجھ پر قیامت تک لعنت ہے، اس کے بعد جو تجھ پر بے شمار قسم کے عذاب ہوں گے وہ لعنت سے کہیں زیادہ ہیں۔ یہ سن کر ابلیس نے کہا کہ اے میرے رب! جب تو نے مجھے جنت سے نکال ہی دیا اور مجھ پر لعنت کر دی تو میری زندگی کو اس دن تک طویل کر دے، جس دن لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا تجھے ایک خاص وقت تک زندگی کی مہلت ہوگی جو اللہ کو معلوم ہے۔

ابلیس نے کہا کہ اے میرے رب! چوں کہ تو نے مجھے گم راہ کر ہی دیا ہے اس لئے میں بھی دنیا میں اولاد آدم کو گناہ کے کام مزین و آراستہ کر کے دکھاؤں گا اور انہیں رغبت دلا دلا کر نافرمانیوں میں مبتلا کردوں گا۔ جہاں تک ہو سکے گا میں سب کو بہکانے اور گم راہ کرنے کی کوشش کروں گا۔ البتہ ان میں سے جو تیرے منتخب ومخلص بندے ہوں گے اور جن کو تو نے ہدایت دی ہوگی۔ ان کو میں نہیں بہکا سکوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اخلاص و بندگی ہی مجھ تک پہنچنے کا سیدھا راستہ ہے۔ اس میں کوئی کجی نہیں۔ بے شک جو میرے منتخب ومخلص بندے ہیں ان پر تیرا بس نہیں چلے گا۔ البتہ تیرا بس ان پر چلے گا جو گم راہ ہوں گے اور تیری اتباع کریں گے۔ تیرے لئے اور جو لوگ تیرے طریقے پر چلیں گے ان سب کے لئے جہنم کا وعدہ ہے، جس کے سات دروازے ہیں۔ ہر دروازے میں سے وہی گم راہ لوگ داخل ہوں گے جو اس کے لئے معین ومقرر ہیں۔

۲۔ ابلیس پر فضیلت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس طرح فرشتوں اور دیگر تمام مخلوقات پر فضیلت عطا فرمائی ہے، اسی طرح

2017/5867

اس نے ابلیس پر بھی اس کو شرف اور فضیلت عطا فرمائی ہے۔ چناں چہ ارشاد ہے:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ط قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِیْنًا O قَالَ اَرَءَیْتَکَ ھٰذَا الَّذِیْ کَرَّمْتَ عَلَیَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَاَحْتَنِکَنَّ ذُرِّیَّتَہٗٓ اِلَّا قَلِیْلًا O(۶)

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ اس نے کہا کہ کیا میں اس کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے بنایا۔ شیطان کہنے لگا کہ ذرا دیکھ تو اس کو جس کو تو نے مجھ پر فوقیت دی ہے۔ اگر تو نے مجھے قیامت تک ڈھیل دے دی تو میں بھی تھوڑے سے لوگوں کے سوا اس کی نسل کو اپنے قابو میں کرلوں گا۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو ابلیس کی قدیمی عداوت سے آگاہ کیا ہے کہ جس طرح وہ تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا کھلا دشمن تھا اسی طرح وہ تمہارا بھی دشمن ہے، چناں چہ جب اللہ نے فرشتوں کو سجدۂ تعظیمی کا حکم دیا تو ابلیس کے سوا سب فرشتوں نے حضرت آدم کو سجدہ کیا۔ ابلیس نے حضرت آدم کو اپنے سے کم تر سمجھ کر سجدے سے انکار کر دیا۔

اور ارشاد ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنٰکُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰکُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ط لَمْ یَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ O قَالَ مَا مَنَعَکَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُکَ ط قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ ج خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ O (۷)

- اور ہم نے تمہیں پیدا کیا۔ پھر ہم نے تمہاری صورتیں بنائیں۔ پھر ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہوا۔ اللہ نے فرمایا کہ تجھے سجدہ کرنے سے کس نے روکا جب کہ میں نے تجھے اس کا حکم دیا۔ وہ کہنے لگا کہ میں اس (آدم) سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے بنایا۔

یہاں اللہ نے آدم کی فضیلت اور اس کے دشمن ابلیس کا ذکر فرمایا ہے جو بنو آدم اور حضرت آدم سے بغض و دشمنی رکھتا ہے، تاکہ لوگ اپنے آپ کو ابلیس سے بچالیں اور اس کے کہنے اور پھسلانے میں آکر اس کے راستے پر نہ چلیں۔ چناں چہ ارشاد فرمایا کہ پہلے ہم نے تمہارے باپ حضرت آدم کا علمی اندازہ کیا، پھر

۶۔ بنی اسرائیل: ۶۱، ۶۲   ۷۔ الاعراف: ۱۱۔۱۲

چکنی اور لیس دار مٹی سے حضرت آدم کا پتلا بنایا اور اس کے اندر روح پھونک دی۔ پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ میرے ہاتھوں سے بنے ہوئے آدم کو سجدہ کرو۔ حقیقت میں یہ قدرت الٰہی کو سجدہ کرنا تھا اور اسی کی شان کی تعظیم کرنی تھی۔ چناں چہ ابلیس کے سوا سب فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔

وَاِذْقُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ط اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ط بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا O (۸)

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ وہ جنوں میں سے تھا، اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔ کیا پھر بھی تم مجھے چھوڑ کر اس کو اور اس کی ذریت کو دوست بناتے ہو حال آں کہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ ظالموں کے لئے بہت ہی برا بدلہ ہے۔ میں نے ان کو نہ تو آسمانوں اور زمین کا بنانا دکھایا اور نہ خود ان کا بنانا دکھایا۔ میں گم راہوں کو اپنا مددگار نہیں بناتا۔

جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تعظیم وتکریم کے طور پر وہ حضرت آدم کو سجدہ کریں تو اس وقت ابلیس کے سوا سب نے حضرت آدم کو سجدہ کیا۔ ابلیس نے اس لئے سجدہ نہیں کیا کہ وہ جنوں میں سے تھا۔ وہ اپنے عنصر ناری کے غلبے کے تحت غرور وتکبر کی طرف مائل ہوگیا۔ سو وہ اپنے رب کے حکم کی تعمیل اور اطاعت سے باہر ہوگیا۔ کیا تم اس کے بعد بھی مجھے چھوڑ کر ابلیس اور اس کی ذریت کو اپنا دوست بناتے ہو۔ حال آں کہ وہ سب تمہارے دشمن ہیں۔ یہ تو ظالموں کے لئے بہت ہی برا بدلہ ہے کہ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر ابلیس اور اس کی ذریت کو اپنا دوست بنالیا۔ میں نے تو آسمانوں اور زمین اور تمام مخلوق کو اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے۔ ان کی پیدائش میں، میں نے کسی سے مدد نہیں لی اور نہ کسی سے صلاح اور مشورہ لیا اور نہ میں ایسا عاجز و بے بس تھا کہ گم راہ کرنے والوں (شیطانوں) کو اپنا مددگار بناتا۔ پھر تم مجھے چھوڑ کر ان سے دوستی کیوں رکھتے ہو۔

۳۔ تسخیر مخلوقات

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسی صلاحیت اور فہم وشعور عطا فرمایا ہے کہ وہ کائنات کی تمام چیزوں کا علم حاصل کرسکتا ہے۔ اسی خداداد صلاحیت اور فہم وشعور کی بنا پر تمام مخلوقات کو اپنے زیر تسلط لاسکتا ہے اور بیشتر

۸۔ الکہف: ۵۰۔۵۱

بڑی بڑی مخلوقات کو قابو میں لا کر ان سے اپنے کام نکال رہا ہے اور ان پر حکم رانی کر رہا ہے مثلاً فضاؤں، سمندروں میں بڑے بڑے ہوائی اور بحری جہازوں، زمین کی تہوں، جنگلات، حیوانات، درندے، وغیرہ سب پر اس کا تسلط ہے۔ یہ اسی صلاحیت اور فہم وشعور کا نتیجہ ہے جو اللہ نے اس کو عطا فرمائے ہیں۔ یہ شرف وامتیاز انسان کے سوا کسی اور مخلوق کو حاصل نہیں۔ چناں چہ ارشاد ہے:

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَO وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآىِٕبَیْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَO وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ط اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌO (۹)

اللہ تو وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا، پھر اس پانی سے پھل پیدا کئے جو تمہاری روزی ہے اور تمہارے لئے کشتیوں کو مسخر کر دیا، تا کہ وہ اللہ کے حکم سے سمندر میں چلیں اور تمہارے لئے نہریں مسخر کر دیں اور تمہارے لئے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا جو برابر چکر لگاتے رہتے ہیں اور تمہارے لئے رات اور دن کو محکوم کیا اور اس نے تمہیں ہر وہ چیز دی جو تم نے اس سے مانگی اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو ان کو شمار نہ کر سکو گے۔ بے شک انسان بڑا بے انصاف، ناشکرا ہے۔

۱۔ اللہ تو وہ ہے جس نے آسمانوں کو پیدا کیا اور ان کو تمہارے لئے چھت بنایا۔

۲۔ اس نے زمین کو پیدا کیا اور اس کو تمہارے لئے بہترین فرش بنایا۔

۳۔ اسی نے تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا جو تمہاری زندگی کے لئے ضروری ہے۔ پھر اس پانی سے تمہارے کھانے کے لئے پھل اور غلہ پیدا کیا۔

۴۔ اسی نے تمہاری سواری اور بار برداری کے لئے جہازوں اور کشتیوں کو تمہارے کام پر لگا دیا تا کہ وہ اللہ کی مشیت کے مطابق سمندر اور دریاؤں میں چلیں اور تمہیں دریا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے اور ایک ملک سے دوسرے ملک پہنچائیں اور تم یہاں کا مال وہاں لے جاؤ اور وہاں کا مال یہاں لاؤ اور اس سے نفع حاصل کرو۔

۵۔ اس نے دریاؤں کو بھی تمہارا خدمت گار بنا دیا۔ تم جہاں چاہتے ہو ان کا رخ موڑ کر ان کو لے

۹۔ ابراہیم: ۳۲۔۳۴

جاتے ہو اور ان کے پانی سے فائدہ اٹھاتے ہو۔ تم ان کا پانی پیتے پلاتے ہو، اس سے نہاتے دھوتے ہو اور اپنی کھیتیاں سیراب کرتے ہو۔

۶۔ اسی نے تمہارے کام کے لئے سورج کو سرگرم کر دیا۔

۷۔ اس نے تمہارے منافع کے لئے چاند کو سرگرم عمل کر دیا۔ تم سورج اور چاند دونوں سے بے شمار فوائد حاصل کرتے ہو۔ کھیتوں اور پھلوں کا پکنا اور دن اور رات اور ماہ وسال کا حساب اور راستوں کا تعین وغیرہ کا انحصار ان ہی دونوں پر ہے۔

۸۔ اس نے رات کو تمہارے لئے مسخر کر دیا تا کہ تم آرام کرو۔

۹۔ اس نے دن کو بھی تمہاری خدمت پر لگا دیا تا کہ تم اس کے اجالے میں کسب معاش کر سکو۔

۱۰۔ مذکورہ بالا نعمتوں کے علاوہ جو کچھ تم نے اس سے مانگا وہ بھی اس نے بہ قدر ضرورت تمہیں دیا۔ اس نے بے شمار چیزیں بغیر مانگے بھی تمہیں دیں۔ اگر تم اس کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے۔ بے شک انسان بڑا ظالم اور ناشکرا ہے۔ سختی اور مصیبت پر بے صبری اور بے قراری کا مظاہرہ کرتا ہے اور آسائش ونعمت پر شکر ادا نہیں کرتا۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عجبت من امرالمؤمن ان امرالمؤمن کله له خير، وليس ذلك لاحد الا للمؤمن، ان اصابته سراء شكر كان ذلك له خيرا وان اصابته ضراء فصبر كان ذلك له خيرا (۱۰)

مومن کا حال بھی عجیب ہے۔ مومن کے لئے ہر حال میں خیر ہی خیر ہے اور یہ (سعادت) مومن کے سوا کسی اور کو نصیب نہیں۔ اگر اسے خوشی حاصل ہوتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے اور یہ بات اس کے لئے بہتر ہوتی ہے۔ اگر اسے دکھ پہنچتا ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يصيب المسلم من نصب والا وصب، ولاهم وحزن، ولااذى ولا غم حتى الشوكة يشاكها، الا كفرالله بها من خطاياه. (۱۱)

۱۰۔ احمد: ج ۳، ص ۴۲۶، رقم ۱۸۴۵۵

مسلمان کو جو رنج یا غم، یا کچھ تکلیف پہنچتی ہے یا کوئی مشکل پیش آتی ہے حتیٰ کہ ایک کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ اس کے بدلے میں اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَط وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌ بِاَمْرِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَO وَمَاذَرَاَ لَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ (۱۲)

اس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو بھی تمہارے لئے مسخر کر دیا اور ستارے بھی اسی کے حکم کے تابع ہیں۔ بے شک اس میں عقلمند قوم کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور اس نے تمہارے لئے زمین میں رنگ برنگ کی چیزیں پیدا کی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے تمہارے فائدے کے لئے رات و دن، سورج و چاند اور ستاروں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا اور ان کو تمہارے کام میں لگا دیا۔ دن اور رات کے باری باری آنے اور چاند و سورج کے طلوع و غروب سے اور اوقات کے بدلنے سے نظام کائنات چل رہا ہے اور سب اس کے حکم سے اپنے اپنے مقررہ راستے پر اور مقررہ رفتار سے گردش کر رہے ہیں۔ بے شک اہل عقل کے لئے اس میں توحید و قدرت الٰہی کی بہت سی نشانیاں ہیں کہ آفتاب و مہتاب اور کوکب و نجوم سب اجسام ہیں اور سب ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ سو جس کو اللہ نے عقل سلیم اور فہم مستقیم عطا فرمائی ہے وہ سمجھتا ہے کہ چاند و سورج اور ستارے خود بہ خود حرکت نہیں کر رہے بل کہ جو ذات ان کو حرکت دے رہی ہے وہی اللہ ہے۔

جس بلند و برتر ہستی نے کائنات کی چیزوں کو تمہارے کام میں لگا دیا، اسی نے تمہارے فائدے کے لئے زمین میں مختلف قسم کی چیزیں پیدا کیں جو ماہیت، شکل و صورت، رنگ و بو اور منافع و خواص میں ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ اور ممتاز ہیں۔

اور ارشاد ہے:

وَهُوَ الَّذِىْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ O (۱۳)

اور اسی نے سمندر کو مسخر کر دیا تا کہ تم اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے زیور نکالو جس کو تم پہنتے ہو اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے جو اس (پانی) کو چیرتی ہوئی چلی جاتی ہیں

۱۱۔ بخاری: ج ۱، ص ۵۸۲، رقم ۴۹۲ ۱۲۔ النحل: ۱۲۔۱۳
۱۳۔ النحل: ۱۴

تا کہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تا کہ تم شکر کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت ثابت کرنے کے لئے سمندر کی تسخیر سے استدلال فرمایا کہ اللہ کی ذات ہی ایسی ہے جس نے تمہارے فائدے کے لئے سمندر بھی تمہارے قبضے میں دے دیا۔ وہ اپنی گہرائی اور موجوں کے باوجود تمہارے تابع ہے۔ تم اس میں سے قسم قسم کی مچھلیاں نکال کر ان کا تازہ گوشت کھاتے ہو۔ سمندر کا پانی حد درجے نمکین اور تلخ ہے مگر اس سے جو مچھلی نکلتی ہے اس کا گوشت نمکین نہیں۔ یہ بھی اللہ کی قدرت کے کمال کی دلیل ہے کہ اس نے نمکین پانی سے ایک لذیذ چیز تمہاری خوراک کے لئے پیدا کردی۔ اسی نے تمہارے لئے سمندر میں موتی اور مرجان پیدا کردیئے۔ تم ان کو نکال کر اپنے پہننے کے لئے زیور بناتے ہو۔ تمہاری کشتیاں سمندر میں ہواؤں کو ہٹاتی اور پانی کو چیرتی ہوئی تیرتی چلی جاتی ہیں۔ ایک ہی ہوا سے کشتی کا ایک جانب سے دوسری جانب پار ہو جانا اللہ کے کمال قدرت کی نشانی ہے۔ کشتیوں کا سمندر میں چلانا اس لئے ہے تا کہ تم ان پر سوار ہو کر تجارت کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرو اور فضل الٰہی سے نفع کماؤ اور اللہ کی نعمت و احسان کا شکر ادا کرو۔ اور ارشاد ہے:

وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ O وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ O (۱۴)

اور اسی نے زمین پر پہاڑ رکھ دیئے تا کہ وہ تمہیں لے کر ڈگمگانے نہ لگے اور نہریں اور راستے (بنادیئے) تا کہ تم راہ پاؤ۔ اور بہت سی نشانیاں ہیں اور وہ ستاروں سے راستہ معلوم کرتے ہیں۔

اللہ نے زمین کو ہلنے جلنے سے بچانے کے لئے اس پر مضبوط اور اور وزنی پہاڑوں کو جمادیا تا کہ زمین پر رہنے والوں کو زندگی گزارنے میں کسی قسم کی تکلیف اور پریشانی نہ ہو۔ اللہ نے اس میں ہر طرف چشمے، نہریں اور دریا بہادیے۔ ان میں سے کوئی تند و تیز ہے اور کوئی ست، کوئی طویل ہے اور کوئی مختصر، کبھی ان میں پانی زیادہ ہوتا ہے اور کبھی کم اور کبھی یہ بالکل خشک ہو جاتے ہیں۔ یہ سب اس کا فضل و کرم اور لطف و رحم ہے۔ اسی نے اپنے فضل و کرم سے تمہارے ادھر ادھر جانے کے لئے خشکی اور تری میں، پہاڑوں اور بیابانوں، بستیوں اور ویرانوں میں غرض سب جگہ راستے بنادئے۔ کوئی راستہ تنگ ہے تو کوئی کشادہ، کوئی آسان ہے تو کوئی دشوار۔ اس نے کچھ علامتیں بھی مقرر کردی ہیں جن سے خشکی اور تری کے مسافر راستہ معلوم کرتے ہیں۔ ستارے بھی انسانوں کی راہ نمائی کے لئے ہیں۔ تاریک راتوں میں ان ہی کے ذریعے

۱۴۔ النحل: ۱۵۔۱۶

راستہ اور سمت معلوم کی جاتی ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے:

اَللّٰہُ الَّذِیْ سَخَّرَلَکُمُ الْبَحْرَلِتَجْرِیَ الْفُلْکُ فِیْہِ بِاَمْرِہٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ○ وَسَخَّرَلَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْہُ ط (۱۵)

اللہ ہی نے تمہارے لئے سمندروں کو مسخر کردیا تاکہ اس کے حکم سے میں کشتیاں چلیں اور تاکہ تم اس کا فضل (روزی) تلاش کرو اور تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اس نے تمہارے لئے مسخر کردیا۔

وہ اللہ ہی ہے جس نے سمندروں کو تمہارے تابع کردیا، تاکہ اس کے حکم سے اس میں بڑی بڑی کشتیاں اور جہاز چلیں۔ ان کے ذریعے انسان سمندروں میں سفر کرتا ہے۔ سیر و سیاحت اور تجارت کرتا ہے اور اس کی تہوں سے موتی اور جواہرات نکالتا ہے۔ یہ بے شمار منافع اور فوائد اس خالق کائنات کی قدرت اور اس منعم حقیقی کے عظیم دلائل وشواہد ہیں۔ یہ انعامات واحسانات اس کے متقضی ہیں کہ انسان اپنے خالق و مالک کا شکر بجالائے۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے جیسے سورج چاند ستارے وغیرہ اور جتنی چیزیں زمین میں ہیں جیسے حیوانات، معدنیات، پہاڑ، چشمے، دریا اور نہریں وغیرہ ان سب کو اس ذات واحد نے تمہارے فائدے کے لئے تمہارے تابع کر رکھا ہے، یعنی اس نے ان تمام مخلوقات میں تصرف کرنے اور ان سے نفع اٹھانے کی صلاحیت تم میں پیدا کی، ورنہ ایک معمولی جانور بھی انسان سے کہیں زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ اس لئے انسان کا اس پر قابو رکھنا ممکن نہ ہوتا۔ یہ سب اس کا فضل واحسان اور انعام واکرام ہے اور اسی کی طرف سے ہے۔

۴۔ حسن صورت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے دست مبارک سے مٹی سے پیدا کر کے اس کو تمام مخلوقات پر تسلط عطا فرمایا۔ یہ ایسا شرف وامتیاز ہے جو کسی اور مخلوق کو حاصل نہیں۔ پھر شکل وصورت اور خدوخال کے اعتبار سے بھی اس کو نہایت حسین وجمیل بنایا۔ دوسری کوئی مخلوق بھی حسن و جمال کے اعتبار سے اس کے ہم پلہ نہیں۔ چناں چہ ارشاد ہے:

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ (۱۶)

اسی نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر پیدا کیا اور تمہاری صورتیں بنائیں تو بہت اچھی

۱۵۔ الجاثیہ: ۱۲۔۱۳ ۱۶۔ التغابن: ۳

اور خوب صورت بنائیں۔اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو اچھی شکل وصورت پر تمام کمالات کے ساتھ پیدا کیا۔انسان واحد مخلوق ہے جو سیدھی اور اپنے پیروں پر کھڑی ہو کر چلتی ہے اور ہاتھوں سے کھاتی ہے۔اس کے مقابلے میں حیوانات اپنے چار پاؤں یعنی ہاتھوں اور پیروں پر چلتے ہیں اور بہ راہ راست منہ سے کھاتے ہیں۔پھر تمام جانور منفرد اشیا کھاتے ہیں۔مثلاً کچا گوشت، پھل، گھاس وغیرہ۔اس کے برعکس کھانے کی مختلف اشیاء کو باہم مخلوط اور مرکب کر کے لذیذ اور عمدہ کھانے تیار کرنا انسان ہی کا طرۂ امتیاز ہے۔پھر افہام وتفہیم کا جو ملکہ انسان کو عطا ہوا ہے وہ کسی دوسری مخلوق میں نہیں پایا جاتا۔گفت گو، تحریر وتقریر اور اشاروں کے ذریعے انسان اپنی بات دوسروں تک بہ تمام وکمال پہنچا سکتا ہے۔جب کہ دوسری کوئی مخلوق ایسا نہیں کر سکتی۔اور ارشاد ہے:

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ O وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ O وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ O لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ O (۱۷)

قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور طور سینا کی اور اس امن والے شہر کی۔یقیناً ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر بنایا۔

یہاں اللہ نے انجیر، زیتون، طور سینا اور بلد امین کی قسمیں کھا کر فرمایا کہ جس طرح ہم نے انسان کو عقلی اور فکری صلاحیتوں کی عظمت وبلندی عطا کی۔اسی طرح اس کو ظاہری پیکر کے لحاظ سے بھی دوسری مخلوقات کے مقابلے میں متناسب اعضا کے ساتھ نہایت حسین وجمیل اور بہت ہی خوب صورت پیدا کیا ہے۔سو ظاہر و باطن ہر اعتبار سے انسان تمام مخلوقات کے مقابلے میں نہایت حسین وجمیل اور خوب صورت ہے۔نیز ارشاد ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ O ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ O ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ O (۱۸)

یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔پھر ہم نے اس کو نطفہ بنا کر ایک محفوظ مقام میں رکھا۔پھر ہم نے نطفے کو جما ہوا خون بنا دیا پھر اس جمے ہوئے خون کو گوشت کا ٹکڑا بنا دیا۔پھر اس گوشت کے ٹکڑے میں ہڈیاں بنائیں اور ہڈیوں کو گوشت پہنایا۔پھر اس کو ایک نئی صورت میں بنا دیا۔سو بڑی برکت والا ہے اللہ جو سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے۔

۱۷۔التین: ۱۔۴

۱۸۔المؤمنون: ۱۲۔۱۴

ان آیتوں میں اللہ نے انسانی تخلیق کے مختلف مراحل بیان فرمائے ہیں کہ آدم کی اصل مٹی سے ہے جو کیچڑ اور بجنے والی مٹی کی صورت میں تھی۔ پھر باقی انسانوں کو نطفے سے پیدا کیا۔ نطفے کو ایک محفوظ قرارگاہ رحمِ مادر میں رکھا۔ پھر اس نطفے کو جما ہوا خون بنادیا اور اس جمے ہوئے خون کو گوشت کا لوتھڑا بنادیا، جس میں کوئی شکل اور بناوٹ نہیں ہوتی۔ پھر ان لوتھڑے کو سخت کر کے اس میں ہڈیاں بنادیں اور سر، ہاتھ، پاؤں، رگ و پٹھے اور پیٹھ کی ہڈی وغیرہ بنادئے۔ پھر ان ہڈیوں پر گوشت چڑھادیا، تاکہ وہ پوشیدہ اور قوی رہیں پھر اس میں روح پھونک کر اس کو نئی صورت میں کھڑا کر دیا جاتا ہے جس سے وہ چلنے پھرنے اور حرکت کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اور جاندار انسان بن جاتا ہے۔ سو اللہ بڑی برکت والا ہے اور سب خالقوں سے بہتر ہے کہ کسی صناع کی صنعت اور کاری گری اس کی صنعت اور کاری گری کو نہیں پہنچ سکتی۔ اور ارشاد ہے:

اَللّٰهُ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ O (۱۹)

اللہ ہی نے زمین کو تمہارے لئے قیام کی جگہ بنایا اور آسمانوں کو چھت بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں تو کیسی اچھی صورتیں بنائیں اور تمہیں پاکیزہ رزق دیا۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے۔ بڑا ہی بابرکت ہے اللہ تمام جہانوں کا رب۔

اللہ ہی نے تمہارے لئے زمین کو قرار کی جگہ اور فرش کی طرح بچھی ہوئی بنایا تاکہ تم اس پر چل پھر سکو اور سکون و اطمینان سے زندگی بسر کر سکو۔ اسی نے آسمان کو چھت کی طرح محفوظ بنایا اور تمہیں بہترین شکل و صورت میں نہایت حسین و جمیل اور خوب صورت پیدا کیا اور نفیس اور عمدہ چیزیں کھانے کو دیں۔ جس نے تمہیں یہ تمام نعمتیں دیں حقیقت میں وہی خالق و رازق اور تمہارا رب اور مالک ہے۔ وہ بڑی شان والا اور سارے جہاں کا رب اور خالق ہے۔

۵۔ متناسب اعضا

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین ساخت پر نہایت حسین و جمیل اور خوب صورت بنانے کے بعد اس کے اعضا میں ایسا عمدہ اور اعلیٰ درجے کا عدل و توازن قائم فرمایا جو دوسری کسی مخلوق کے اعضا میں نہیں۔ اس اعتبار سے بھی دوسری مخلوقات پر انسان ہی کو فوقیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ O الَّذِىْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ O فِىْۤ اَىِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ O (۲۰)

۱۹۔ المؤمن: ۶۴ ۲۰۔ الانفطار: ۶۔۸

اے انسان کس چیز نے تجھے اپنے رب کریم کے بارے میں دھوکہ دیا، جس نے تجھے پیدا کیا، پھر درست کیا اور اعتدال پر کیا اور جس صورت میں چاہا تجھے ترکیب دے دیا۔

اے انسان تو اپنے عظمت و کبریائی والے خدا سے کیوں غافل ہے۔ کس چیز نے تجھے اپنے رب کریم کے بارے میں غفلت میں ڈال رکھا ہے اور تو دن رات اس کی نافرمانی میں لگا ہوا ہے۔ اسی نے تجھے عدم سے پیدا کیا اور یوں ہی بے ڈول اور بے ہنگم نہیں بنایا بل کہ پوری طرح درست اعضا والا خوش شکل وخوب صورت بنایا اور اعضا میں بہترین تناسب اور اعتدال رکھا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے:

ذٰلِکَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُO الَّذِیْٓ اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَخَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍO ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍO ثُمَّ سَوّٰهُ وَنَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَO (۲۱)

وہی پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے، زبردست، مہربان ہے جس نے ہر چیز کو نہایت خوب بنایا۔ اس نے انسان کی تخلیق مٹی سے شروع کی اور اس کی اولاد ایک حقیر پانی کے خلاصے سے پیدا کی۔ پھر اس کو ٹھیک کیا اور اس میں اپنی روح پھونکی۔ اسی نے تمہارے کان، آنکھیں اور دل بنائے۔ تم بہت کم شکر کرتے ہو۔

اللہ وہی ہے جس کا حکم اور جس کی تدبیر عرش سے لے کر فرش تک جاری ہے۔ وہ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا، غالب اور مہربان ہے۔ اس کی تخلیق آسمانوں اور زمین تک محدود نہیں بل کہ ہر چیز کو اسی نے تخلیق فرمایا ہے۔ اسی نے تمہیں حسن صورت کے ساتھ اعضا میں بھی خاص تناسب عطا کیا۔ پھر اس نے تمہارے فائدے کے لئے کان، آنکھیں، اور دل بنائے تا کہ تم کانوں سے کلام توحید اور حمد الٰہی سنو اور آنکھوں سے آیات قدرت کا مشاہدہ کرو اور دل سے معرفت الٰہی حاصل کرو۔ افسوس! تم ایسی عظیم نعمتوں کی بھی برائے نام قدر کرتے ہو۔

۶۔ قوت بیان

جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے دست مبارک سے نہایت حسین وجمیل اور متناسب ومعتدل اعضا والا بنا کر اس کو تمام مخلوقات پر تسلط عطا فرمایا، اسی طرح اس نے اس کو قوت گویائی کے ساتھ ساتھ

۲۱۔ الم السجدہ: ۶۔۹

افہام وتفہیم کا جو ملکہ عطا فرمایا ہے وہ بھی کسی دوسری مخلوق میں نہیں پایا جاتا۔ یہ اپنی گفت گو، تحریر وتقریر اور اشاروں کے ذریعے اپنی بات دوسروں تک بہ تمام وکمال پہنچا سکتا ہے جب کہ دوسری کوئی مخلوق ایسا نہیں کرسکتی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ O الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ O عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ O (۲۲)

پڑھیے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے تعلیم دی، انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا

اے نبی ﷺ! جو حکم آپ کو دیا گیا ہے آپ اس کو بجالائیے، کیوں کہ آپ کا رب نہایت کریم ہے۔ اس سے بڑھ کر کریم ہونا ممکن نہیں۔ وہ اتنا کریم ہے کہ بندوں کی ناشکری اور نافرمانی کی پرواہ نہیں کرتا اور ان کی سرکشی اور نافرمانیوں کو برداشت کرتا ہے اور قدرت کے باوجود ان سے فوری انتقام نہیں لیتا۔ وہ اپنی غیبی مدد سے آپ کے لئے اس قرآن کا پڑھنا آسان کردے گا۔ اسی نے قلم کے ذریعے علم سکھایا اور یہی قلم دنیا میں ایک نسل سے دوسری نسل تک علوم وفنون منتقل کرنے والا ہے۔ کیا اللہ اس پر قادر نہیں کہ اپنے فرشتوں کے ذریعے یا بہ راہ راست لوح محفوظ اور ملا اعلیٰ کے علوم اپنے پیغمبر کے قلب پر وارد کردے۔ یقیناً وہ ہر صورت پر قادر ہے۔ اسی نے انسان کو وہ تمام علوم سکھائے جو وہ نہیں جانتا تھا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے:

اَلرَّحْمٰنُ O عَلَّمَ الْقُرْآنَ ط خَلَقَ الْاِنْسَانَ O عَلَّمَهُ الْبَیَانَ O (۲۳)

رحمٰن (وہی ہے جس نے) قرآن سکھایا۔ اس نے انسان کو پیدا کیا۔ اس کو بیان سکھایا۔

رحمٰن وہی اللہ ہے جو تمام دنیوی اور اخروی نعمتیں عطا کرتا ہے۔ قرآن مجید تمام دینی نعمتوں کی اصل اور سب سے بڑی نعمت ہے اور انسان کی فلاح دارین اسی سے وابستہ ہے۔ اس لئے تمام نعمتوں کے بیان سے پہلے تعلیم قرآن کا ذکر فرمایا، اس کے بعد تخلیق انسان کو بیان کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ انسان کو پیدا کرنے کا اصل منشا تعلیم قرآن ہی ہے، اسی لئے اس کو قوت بیان اور اظہار مدعا کی تعلیم دی، تاکہ وہ اللہ کا کلام پڑھ سکے، اس کے معارف وحقائق لوگوں تک پہنچائے، ان کو خیر کی طرف بلائے اور برائی سے روکے۔ نیز ارشاد ہے:

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ O وَلِسَانًا وَّشَفَتَیْنِ O وَهَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ O (۲۴)

کیا ہم نے اس کو دو آنکھیں نہیں دیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ اور ہم نے اس کو دونوں راہیں (خیر وشر) دکھادیں۔

۲۲۔ العلق: ۳، ۵ ۲۳۔ الرحمٰن: ۱۔۴

۲۴۔ البلد: ۸۔۱۰

کیا ہم نے انسان کو دو آنکھیں اور زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے جن سے وہ سب کچھ دیکھتا ہے، دن رات بولتا ہے اور اللہ کی پیدا کی ہوئی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ ہم نے اس کو عقل وفہم دے کر اور انبیاء کو بھیج کر اس کو خیر وشر دونوں راستے دکھائے تا کہ وہ برے راستے سے بچے اور اچھے راست پر چلے۔ یہ اپنی عقلی اور فکری صلاحیتوں کو استعمال کر کے معلوم کرسکتا ہے کہ کیا چیز خیر ہے اور کیا شر ہے۔ کون سی بات مفید ہے اور کون سی نقصان دہ۔ اس کے بعد بھی اگر یہ شر اور گم راہی کا راستہ اختیار کرے تو قیامت کے روز اس کا کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔

۷۔ اپنی معیت میں رکھنا

اللہ تعالیٰ ہمہ وقت انسان کو دیکھتا اور اس کے ساتھ ہے۔ وہ اس کے ہر قول کو سنتا اور فعل کو دیکھتا ہے یہاں تک کہ اگر اس کے دل میں کوئی خیال آتا ہے تو وہ اس کو بھی جانتا ہے، بل کہ جو خیال ابھی اس کے دل میں نہیں آیا اور آئندہ کسی وقت آنے والا ہے اسے وہ بھی معلوم ہے۔ وہ ہر وقت انسان کے ساتھ ہے اور اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہے۔ چناں چہ ارشاد ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ (۲۵)

اور ہم ہی نے انسان کو پیدا کیا ہے اور ہم ان خیالات کو جانتے ہیں جو اس کے دل میں گزرتے ہیں اور ہم اس کی رگ جان سے زیادہ اس کے قریب ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان نہ تو اپنے آپ پیدا ہوا ہے اور نہ کسی اور نے اس کو پیدا کیا ہے بل کہ ہم ہی نے اس کو پیدا کیا ہے اور ہمارا علم تمام چیزوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے یہاں تک کہ انسان کے دل میں جو برے خیالات وخطرات پیدا ہوتے ہیں ہم انہیں بھی جانتے ہیں۔ ہم تو اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔ اس لئے ہم انسان کو اتنا زیادہ جانتے ہیں کہ وہ خود بھی اپنے آپ کو اتنا نہیں جانتا۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝ (۲۶)

اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں قریب ہی ہوں۔ جب کوئی مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔ لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

۲۵۔ ق:۱۶ ۲۶۔ البقرۃ:۱۸۶

اے نبی! صلی اللہ علیہ وسلم، جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں ان سے بہت ہی قریب ہوں۔ جو شخص مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کو سنتا ہوں اور اس کی پکار کا جواب دیتا ہوں اور وہ مجھ سے جو دعا کرتا ہے میں اس کو قبول کرتا ہوں۔ سو میرے بندوں کو چاہئے کہ وہ میری اطاعت و فرماں برداری کریں اور مجھ پر ایمان لائیں، تاکہ وہ مجھ تک پہنچنے کا راستہ پائیں۔ نیز ارشاد ہے:

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ط وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ O (۲۷)

جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو زمین سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو اوپر چڑھتا ہے وہ سب کو جانتا ہے اور تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے، جو زمین میں داخل ہوتی ہے جیسے بارش کا پانی، معادن جو زمین کی تہوں میں چھپے ہوئے ہیں اور مردے وغیرہ۔ وہ ان چیزوں کو بھی خوب جانتا ہے جو زمین سے باہر نکلتی ہیں جیسے کھیتی، نباتات، پودے اور بخارات وغیرہ اور جو کچھ آسمانوں میں چڑھتا ہے جیسے لوگوں کی روحیں اور اعمال و احوال، فرشتے جو بندوں کے اعمال لے کر آسمانوں میں جاتے ہیں اور بارگاہ خداوندی میں پیش کرتے ہیں۔ تم جہاں کہیں بھی ہو اور جس حال میں ہو وہ ہر وقت اور ہر حال میں تمہارے ساتھ ہے اور کسی وقت بھی تم سے غائب نہیں۔ وہ تمہارے اعمال و افعال کو دیکھ رہا ہے، اور اسی کے مطابق تمہیں جزا یا سزا دے گا۔ نیز ارشاد ہے:

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ط وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ج فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ O (۲۸)

اور بے شک اللہ نے بنی اسرائیل سے بھی عہد لیا تھا اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار مقرر کئے تھے اور اللہ نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر تم نماز قائم کرتے رہے او رزکوۃ ادا کرتے رہے اور میرے رسولوں پر ایمان لاتے رہے اور تم ان کی مدد کرتے رہے

۲۷۔ الحدید:۴ ۲۸۔ المائدہ:۱۲

اور اللہ کو خوش دلی سے قرض دیتے رہے تو میں تمہارے گناہ ضرور دور کردوں گا اور میں تمہیں ضرور ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ پھر تم میں سے جس شخص نے اس کے بعد کفر کیا تو وہ سیدھے راستے سے گم راہ ہوا۔

عہد و میثاق لینا صرف مسلمانوں ہی کے لئے مخصوص نہیں بل کہ ان سے پہلے دوسری امتوں سے بھی اسی قسم کے میثاق لئے گئے تھے۔ مگر وہ اپنے میثاق میں پورے نہیں اترے۔ اس لئے ان پر طرح طرح کے عذاب مسلط کئے گئے۔ بنی اسرائیل سے بھی اللہ تعالیٰ نے ایک عہد لیا تھا جس کی صورت یہ تھی کہ بنی اسرائیل کی پوری قوم بارہ خاندانوں پر مشتمل تھی۔ ان کے ہر خاندان سے ایک سردار چنا گیا جس نے اپنے خاندان کی طرف سے میثاق الٰہی کی پابندی کی ذمے داری لی۔ اس طرح بنی اسرائیل کے بارہ سردار اس بات کے ذمے دار ٹھہرے کہ وہ خود بھی اس میثاق کی پابندی کریں گے اور اپنے خاندان سے بھی کرائیں گے۔ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم نے خود اس میثاق کی پابندی کی اور دوسروں سے بھی پابندی کرانے کا عزم کیا تو میری مدد نصرت تمہارے ساتھ رہے گی اور تم ہر قدم پر اس کا مشاہدہ کرو گے اور اللہ ہر وقت اور ہر جگہ تمہارے ساتھ ہے اور اس میثاق کی نگرانی فرما رہا ہے۔ تمہارا ہر فکر و خیال، عزم و ارادہ اور حرکت و عمل، اس کے علم میں ہے۔ وہ تمہاری نیتوں اور ارادوں سے خوب واقف ہے۔ میثاق کی خلاف ورزی کرکے تم کسی طرح بھی اس کی گرفت سے نہیں بچ سکتے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے:

قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى o قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِىْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى O (۲۹)

ان دونوں نے عرض کی کہ اے ہمارے رب! ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ کہیں وہ ہم پر زیادتی نہ کرے یا اپنی سرکشی میں بڑھ جائے۔ اللہ نے فرمایا کہ تم بالکل خوف نہ کرو۔ میں تم دونوں کے ساتھ ہوں، سنتا اور دیکھتا ہوں۔

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام نے اللہ تعالیٰ سے اپنی کم زوری کی شکایت کرتے ہوئے عرض کی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ فرعون ہماری بات سننے سے پہلے غصے میں بھر کر تیری شان میں زیادہ گستاخی کرنے لگے یا ہم پر دست درازی کرنے لگے جس سے اصل مقصد ہی فوت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تسلی کے لئے فرمایا کہ تمہیں کچھ خوف کھانے کی ضرورت نہیں۔ یقیناً میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میری حفاظت اور میری مدد ہر وقت تمہیں حاصل رہے گی۔ جو باتیں تمہارے اور ان کے درمیان ہوں گی اور

۲۹۔ طٰہٰ: ۴۵-۴۶

جو معاملات و واقعات پیش آئیں گے میں ان سب کو سنتا اور دیکھتا رہوں گا۔ مجھ پر کوئی بات مخفی نہیں۔ اس کی چوٹی میرے ہاتھ میں ہے۔ وہ میرے قبضے سے باہر نہیں نکل سکتا۔ لہٰذا گھبرانے اور فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ نیز ارشاد ہے:

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (۳۰)

اگر تم اللہ کے رسول کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تو ان کی مدد اس وقت کر چکا جب کافروں نے ان کو (مکے سے) نکالا تھا جب کہ وہ دو میں سے ایک تھے اور وہ دونوں غار میں تھے۔ اور وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ تو غم نہ کر۔ یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر اللہ نے اپنی طرف سے اس پر سکینت نازل فرمائی اور ایسے لشکروں سے اس کی مدد فرمائی جن کو تم نے نہیں دیکھا تھا اور اللہ نے کافروں کی بات نیچی کر دی اور اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔

اگر تم اللہ کے رسول کی مدد نہیں کرو گے تو نہ کرو وہ تمہاری مدد کے محتاج نہیں۔ اللہ ضرور ان کی مدد کرے گا، جیسا کہ اس نے اس وقت بھی ان کی مدد کی تھی جب کافروں نے ان کو قتل یا قید کرنے یا ملک سے نکالنے کی سازش کی تھی اور آپ اپنے سچے ساتھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہم راہ مکے سے نکل کر جبل ثور کے ایک غار میں پناہ گزیں ہوئے تھے، تاکہ تلاش کرنے والے مشرکین جب مایوس ہو کر واپس چلے جائیں تو آپ یہاں سے نکل کر مدینہ منورہ روانہ ہو جائیں۔ اس وقت آپ کے ساتھ غار میں صرف ایک ہی آدمی تھا۔ سو جس خدا نے ایسے وقت میں اپنے پیغمبر کی مدد کی جب سوائے حضرت ابو بکر کے کوئی دوسرا شخص آپ کے ہم راہ نہ تھا، وہ اب بھی آپ کی مدد کرنے پر قادر ہے۔

جب آں حضرت ﷺ حضرت ابو بکر کے ہم راہ غار ثور میں جا کر چھپ گئے تو مشرکین مکہ آپ کا سراغ لگاتے لگاتے عین غار کے منہ پر جا کھڑے ہوئے۔ اس وقت یہ حالت دیکھ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ اگر کافروں میں سے کسی نے اپنے پاؤں کی طرف نظر کی تو وہ ہمیں ضرور دیکھ لے گا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر کی تسلی کے لئے فرمایا کہ تمہیں کسی قسم کے اندیشے کی

۳۰: التوبہ: ۴۰

ضرورت نہیں۔ بلاشبہ اللہ ہر وقت ہمارے ساتھ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر سکون واطمینان کی ایک خاص کیفیت نازل فرمائی جس کے انوار وبرکات نے حضرت ابوبکر کے رنج وخوف کو دور کر دیا اور سکینت وطمانیت کی اس خاص کیفیت کے علاوہ اللہ نے بدر وحنین کی طرح فرشتوں کے ایسے لشکروں سے اپنے پیغمبر کی مدد وحفاظت فرمائی جن کو تم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ اس طرح اللہ نے کافروں کو ان کے ارادوں میں ناکام کر دیا اور ان کی تمام تدبیروں کو خاک میں ملا دیا اور آپ کو بہ حفاظت مدینہ منورہ پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ ہی کا کلمہ بلند وبالا ہے اور اللہ ہی اپنے تمام امور اور تدبیروں میں غلبے اور حکمت والا ہے، وہ جس طرح چاہے اور جس کو چاہے غلبہ عطا فرما دیتا ہے۔ اور ارشاد ہے:

فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۝ (۳۱)

سو تم ہمت نہ ہارو اور دب کر صلح کی طرف نہ بلاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال میں کمی نہ کرے گا۔

اے مومنو! تم کافروں کے مقابلے میں عاجزی اور کمزوری کا اظہار نہ کرو اور جنگ کی سختیوں سے گھبرا کر ان کو صلح کی دعوت نہ دو ورنہ دشمن شیر ہو کر تمہیں دباتا چلا جائے گا۔ اللہ کی مدد سے تم ہی غلبہ پاؤ گے کیوں کہ اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ وہ تمہارے اعمال کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کرے گا اور تمہیں چھوٹی سے چھوٹی نیکی کا بھی پورا پورا اجر وثواب دے گا۔

۸۔ علم ومعرفت دینا

انسان کے علاوہ کسی اور مخلوق حتیٰ کہ فرشتوں کو بھی اس درجے کا علم وآگہی اور عقل وشعور نہیں دیا گیا جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرمایا ہے چناں چہ اللہ کا ارشاد ہے:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (۳۲)

اور اللہ نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھا دیئے۔

گویا اس خاکی مخلوق میں ایسی صلاحیتیں رکھی گئی ہیں کہ یہ کائنات کی تمام چیزوں کا علم حاصل کر سکتا ہے۔ یہ شرف وامتیاز انسان کے سوا کسی اور مخلوق کو حاصل نہیں۔ اسی شرف وامتیاز کو اللہ نے دوسری جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے:

۳۱۔ محمد: ۳۵ ۳۲۔ البقرہ: ۳۱

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝ (۳۳)

اور تحقیق ہم نے بنی آدم کو فضیلت دی اور ان کو خشکی وتری میں سوار کیا اور ان کو پاکیزہ روزی دی اور ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو تمام مخلوق پر بزرگی دی۔ اس کو ایسی خصوصیات سے نوازا جو دوسری کسی مخلوق میں نہیں پائی جاتیں۔ اس کو حسن صورت، عقل وحواس، علم ومعرفت اور فہم وفراست عطا فرمائی۔ نطق وگویائی اور لکھنا پڑھنا سکھایا۔ اس کو سب سے بڑا اشرف جو عطا ہوا ہے وہ عقل وفہم، علم ومعرفت اور حواس کا ہے جن سے وہ کائنات کو مسخر کرتا اور دوسری مخلوقات کو قابو میں لا کر ان سے اپنے کام لیتا ہے۔ ان ہی انسانوں کے جد امجد حضرت آدم کو علم ومعرفت کی بنا پر مسجود ملائک اور آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والتسلیم کو تمام مخلوقات کا سردار بنایا۔ اور ارشاد ہے:

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۝ (۳۴)

اور اللہ نے آپ پر کتاب وحکمت نازل کی اور آپ کو وہ باتیں سکھائیں جو آپ نہیں جانتے تھے

اسی نے آپ پر کتاب وحکمت اور دانشمندی کی باتیں نازل فرمائیں اور اس نے آپ کو غیب کی بہت سی خبروں پر مطلع کیا جن کا آپ کو پہلے سے کوئی علم نہ تھا۔ نیز ارشاد ہے:

فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ (۳۵)

پھر جب تم امن پاؤ تو اللہ کو اسی طرح یاد کرو جس طرح اس نے تمہیں سکھایا ہے جسے تم نہیں جانتے تھے۔

اور ارشاد ہے:

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ج وَعُلِّمْتُمْ مَّالَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ (۳۶)

آپ ان سے پوچھئے کہ وہ کتاب کس نے نازل کی تھی جو موسیٰ لائے تھے، جو لوگوں کے لئے نور وہدایت تھی جس کو تم نے ورق ورق کر رکھا ہے جن میں سے کچھ تو تم (لوگوں کو) دکھاتے ہو اور بہت سے تم چھپا لیتے ہو اور (اس کے ذریعے) تمہیں بہت سی ایسی باتیں تعلیم کی گئیں جن کو نہ تو تم جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادا۔

۳۳۔ بنی اسرائیل:۷۰ ۳۴۔ النساء:۱۱۳

۳۵۔ البقرۃ:۲۳۹ ۳۶۔ الانعام:۹۱

آپ ان یہود سے پوچھئے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی انسان پر کوئی کتاب نازل نہیں کی تو یہ تورات کس نے نازل کی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام لائے تھے۔ اور جو سراسر نور ہے اور لوگوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے۔ تم نے اس تورات کو اپنی نفسانی اغراض کی بنا پر متفرق اوراق میں رکھا ہوا ہے۔ ان میں سے بعض اوراق کو جو تمہاری خواہش اور غرض کے مطابق ہوتے ہیں، تم ظاہر کرتے ہو اور اکثر اوراق کو چھپا لیتے ہو۔ تورات کے ذریعے جو علم تمہیں دیا گیا تھا اس سے زیادہ علم تو تمہیں قرآن مجید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دیا گیا ہے، جو اس سے پہلے نہ تو تم جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادا۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ط وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ○ (۳۷)

اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنا دیا۔ سو رات کی نشانی کو تو ہم نے دھندلا کر دیا اور دن کی نشانی کو ہم نے روشن بنا دیا، تا کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور تا کہ تمہیں برسوں کی گنتی اور حساب معلوم ہو جائے اور ہم نے ہر چیز کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے دو نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔ ایک دن اور دوسری رات۔ دن کو روشن اور رات کو تاریک بنایا۔ دن کو تلاش معاش کے لئے بنایا۔ لوگ اس میں اپنے کام کرتے ہیں، صنعت وحرفت اور سیر وسفر کرتے ہیں۔ رات کو اللہ نے آرام اور سکون کے لئے بنایا، تا کہ دن کو کام کاج کرنے والے تھکے ہارے لوگ آرام وسکون کے لئے سو سکیں اور صبح کو تازہ دم ہو کر اٹھیں اور دوبارہ اپنے کام کاج میں لگ جائیں۔ دونوں یعنی دن اور رات ایک کے بعد ایک باری باری آتے ہیں، تا کہ لوگ دنوں، ہفتوں، مہینوں اور برسوں کی گنتی معلوم کر سکیں اور لین دین اور دوسرے معاملات اور عبادت کے کاموں میں سہولت ہو۔ نیز ارشاد ہے:

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَاْسِكُمْ ج فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ○ (۳۸)

اور ہم نے ان کو تمہارے لئے لباس (زرہ) بنانے کی صنعت سکھائی تا کہ تمہاری لڑائی میں تمہیں بچائے۔ سو کیا تم (اس نعمت کا) شکر کرتے ہو۔

ہم نے تمہارے فائدے کے لئے حضرت داؤد علیہ السلام کو ایک خاص قسم کا لباس یعنی زرہ بنانا سکھایا، تا کہ وہ لباس جنگ اور دشمن کے مقابلے کے وقت تمہارا بچاؤ اور حفاظت کر سکے اور تم اس کو پہن

۳۷۔ الاسراء: ۱۲ ۳۸۔ انبیاء: ۸۰

کر دشمن کے وار سے محفوظ ہو جاؤ۔ کنڈے دار اور حلقوں والی زرہیں سب سے پہلے حضرت داؤد ہی نے بنائیں۔ ان سے پہلے کنڈوں اور حلقوں کے بغیر زرہ بنتی تھی۔ نیز ارشاد ہے:

وَاٰتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ط (۳۹)

اور اللہ نے داؤد کو بادشاہت اور حکمت عطا کی اور جو کچھ وہ چاہتا تھا اس کو سکھایا۔

اور ارشاد ہے:

فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًاO فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِ نَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًاO (۴۰)

سو وہ دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے لوٹے۔ پھر انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جس کو ہم نے اپنی خاص رحمت دی تھی اور ہم نے اپنے پاس سے اس کو ایک خاص علم سکھایا تھا۔

پھر حضرت موسیٰ اپنے ساتھی کے ساتھ اس مقام کی طرف لوٹ گئے جہاں مچھلی بھولے تھے۔ وہاں پہنچ کر ان دونوں نے ہمارے خاص بندے یعنی حضرت خضر کو پالیا جس کو ہم نے اپنے پاس سے ایسا علم سکھایا تھا جو ہماری توفیق کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور ارشاد ہے:

وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَO (۴۱)

اور بلاشبہ وہ تو صاحب علم تھے کیوں کہ ہم نے انہیں علم دیا تھا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِىْ رَبِّىْ (۴۲)

یہ تعبیر دینا اس علم کی بدولت ہے جو میرے رب نے مجھے سکھایا ہے۔

۹۔ خلافت ارضی

جو انسان مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اللہ نے اسی کو اپنا نائب اور خلیفہ بنایا یعنی اللہ تعالیٰ کے بعد اسی انسان کا درجہ سب سے بلند ہے، باقی تمام مخلوقات اس سے کم تر درجے میں ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ط قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ط قَالَ اِنِّىْٓ

۳۹۔ البقرۃ: ۲۵۱ ۴۰۔ الکہف: ۶۴۔۶۵

۴۱۔ یوسف: ۶۸ ۴۲۔ یوسف: ۳۷

اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ O (۴۳)

اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں، انہوں (فرشتوں) نے کہا کیا تو اس (زمین) میں ایسے شخص کو خلیفہ بنائے گا جو اس میں فساد اور خونریزی کرے گا حال آں کہ ہم تیری تسبیح کرتے ہیں اور اس پر تیری حمد بھی کرتے ہیں کہ تو نے ہمیں اپنی تسبیح کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ نے فرمایا بے شک میں (ان اسرار کو) جانتا ہوں جن کو تم نہیں جانتے۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنا اور انہیں تمام فرشتوں پر فضیلت دینا ایک ایسی نعمت ہے جو تمام اولادِ آدم کو شامل ہے۔ حضرت آدم کو خلیفہ بنانے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ اللہ کو ان کی ضرورت تھی۔ وہ تو ہر قسم کی احتیاج سے بے نیاز ہے، اس کو کسی چیز کی حاجت نہیں بل کہ خلیفہ بنانے کی وجہ یہ ہے کہ بندے بہ راہ راست اس کا فیض حاصل نہیں کر سکتے اور نہ کسی واسطے کے بغیر وہ اس کے احکام اس سے معلوم کر سکتے ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے بندوں ہی میں سے کچھ برگزیدہ لوگوں کو منتخب فرما کر مختلف زمانوں اور مختلف مقامات پر مبعوث فرمایا۔ حضرت آدم کے بعد ہر نبی اللہ کا خلیفہ ہوا۔ اس آیت سے فرشتوں اور دیگر تمام مخلوقات پر انسان کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ لیکن اس سے ہر انسان مراد نہیں بل کہ جو انسان اللہ کی خلافت کا حق ادا کرتا ہے اس کے اوامر کو بجالاتا ہے۔ اور منہیات سے بچتا ہے وہی اس شرف وفضل کا مستحق ہے۔

فرشتے اللہ تعالیٰ کے خبر دینے سے یہ جانتے تھے کہ بعض انسان نیک اور فرماں بردار ہوں گے۔ اور بعض نافرمان۔ نیز ان کے خیال میں اللہ ان سے زیادہ بزرگ کوئی مخلوق پیدا نہیں فرمائے گا۔ اگر کوئی مخلوق پیدا ہوگی بھی تو وہ علم میں بہر حال ان سے کم ہوگی کیوں کہ وہ پہلے پیدا کئے گئے ہیں اور ایسے عجائبات دیکھ چکے ہیں جو نئی پیدا ہونیوالی مخلوق نے نہیں دیکھے ہوں گے۔ اس لئے انہیں یہ خیال ہوا کہ وہ انسان سے افضل و بزرگ ہیں، کیوں کہ وہ سب معصوم ہیں اور اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ چناں چہ جب اللہ نے فرشتوں کے سامنے حضرت آدم کو خلیفہ بنانے کا ذکر فرمایا تو انہوں نے عرض کی کہ اے پروردگار! کیا تو زمین میں اس کو خلیفہ بنائے گا جو اس میں فساد اور خوں ریزی کرے گا، حال آں کہ ہم معصوم ہیں۔ ہم تیری تسبیح بھی کرتے ہیں اور اس پر تیری حمد بھی کرتے ہیں کہ تو نے ہمیں تسبیح کی توفیق دی۔ اس لئے ہم خلافت کے زیادہ مستحق ہیں۔ فرشتوں کے جواب میں اللہ نے فرمایا کہ خلافت الٰہیہ کی حقیقت اور اس کے لوازم

۴۳۔ البقرۃ: ۳۰

سے تم واقف نہیں ہو۔ اس کی پوری حقیقت کو میں ہی جانتا ہوں۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ O قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ O (۴۴)

اور اس (اللہ) نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھا دیئے۔ پھر ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے کر کے فرمایا کہ اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو تو مجھے ان سب چیزوں کے نام بتاؤ۔ انہوں نے عرض کیا تیری ذات پاک ہے۔ ہمیں علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا ہے۔ بے شک تو ہی جاننے والا حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کے نام اور ان کے خواص جن کے علم کی صلاحیت صرف آدم ہی میں ودیعت کی گئی تھی وہ سب حضرت آدم کو سکھا دیئے۔ پھر اللہ نے ان مخلوقات کو جن کے اسما کا علم حضرت آدم کو دیا تھا فرشتوں کے سامنے کر کے فرمایا کہ اگر تم اپنے خیال میں سچے ہو کہ تم سے زیادہ افضل واعلیٰ کوئی مخلوق پیدا نہیں ہوگی یا یہ کہ خلافت کے لئے انسان کی نسبت فرشتے زیادہ موزوں ہیں تو ان چیزوں کے نام اور خواص بتاؤ۔ فرشتوں کو فوراً اپنی کم علمی اور عجز کا احساس ہوگیا اور انہوں نے حضرت آدم کی فضیلت اور استحقاق خلافت کا اقرار کرلیا اور عرض کیا کہ اے پروردگار ہم تیرے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے ہیں، سوائے اس کے جو تو نے ہمیں بتا دیا ہے۔ بے شک تو اپنی مخلوق کو جاننے والا اور اپنے امر میں حکمت والا ہے۔ پھر اللہ نے ان پر یہ انعام فرمایا کہ جو علم حضرت آدم کو عطا فرمایا تھا وہ ان کے ذریعے فرشتوں کو بھی عطا فرما دیا۔ ان آیات سے واضح ہے کہ فرشتوں پر انسان کی برتری اور عظمت، علم کے اعتبار سے ہوئی۔ لہٰذا اگر اولاد آدم میں سے کوئی علم سے لاپرواہ ہے تو وہ خلافت کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ چناں چہ دنیا میں وہی اقوام ترقی پر ہیں۔ جو علم کی دولت سے مالا مال ہیں۔

قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ O (۴۵)

اللہ نے فرمایا اے آدم اب تم ان (فرشتوں) کو ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ سو جب اس (آدم) نے ان کو ان (چیزوں) کے نام بتا دئے تو اللہ نے (فرشتوں) سے فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو خوب جانتا ہوں اور میں (وہ بھی) جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

۴۴۔ البقرۃ: ۳۱، ۳۲ ۴۵۔ البقرۃ: ۳۳

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم فرشتوں کو ان تمام چیزوں کے نام اور خواص بتاؤ تو حضرت آدم نے ان تمام چیزوں کے نام جو بے شمار اور بے انتہا تھیں بتادیئے اور اس میں کوئی غلطی نہیں کی۔ اس وقت فرشتے حضرت آدم کے فضل وکمال ور صلاحیت واستعداد کو جو اللہ نے ان کی فطرت میں ودیعت فرمائی تھی، دیکھ کر حیران رہ گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں پہلے ہی نہیں بتادیا تھا کہ میں تمام آسمانوں اور زمینوں کی تمام پوشیدہ چیزوں کو خوب جانتا ہوں۔ اور ارشاد ہے:

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ○(۴۶)

اور ہم نے تمہیں زمین میں بسایا اور تمہارے لئے اس میں روزی کے اسباب پیدا کئے۔ تم لوگ بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔

اس آیت میں اللہ نے بندوں پر اپنے انعامات کا ذکر فرما کر ان کی توجہ اللہ کی شکر گزاری کی طرف دلائی ہے کہ اس دنیا میں اس نے تمہیں زمین پر رہنے اور زندگی گزارنے کی قدرت عطا فرمائی اور تمہارے لئے زندگی بسر کرنے کے اسباب، کھیتی باڑی، پھل، ترکاری، غلہ، مویشی اور تجارت کے سامان اور کسب وکمائی کے پیشے وغیرہ پیدا کئے۔ اس کے باوجود لوگ ان سب نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے بل کہ ان نعمتوں میں مست ہوکر وہ منعم حقیقی کو بھول جاتے ہیں، اس کی نافرمانی کرنے لگتے ہیں اور اس کی آیتوں کو جھٹلانے لگتے ہیں۔

۱۰۔ انبیاء کی بعثت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی خلافت جیسا عظیم منصب عطا فرمانے کے بعد اس کو یوں ہی بے یار ومدد گار نہیں چھوڑ دیا بل کہ اس کی ہدایت ورہ نمائی اور اوامر ونواہی بتانے کے لئے اور اللہ کی رضا وخوشنودی اور اس کی کامل اطاعت کے طریقے سکھانے کے لئے اللہ نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ چناں چہ مختلف زمانوں، مختلف قریوں، مختلف علاقوں اور مختلف قوموں میں ایک لاکھ سے زیادہ پیغمبر مبعوث ہوئے۔ ان میں سے بعض انبیاء پر آسمانی کتابیں اور صحیفے بھی نازل ہوئے۔ یہ تمام پیغمبر اپنے اپنے علاقوں میں اپنی اپنی امتوں کی ہدایت ورہ نمائی کے لئے کوشش کرتے رہے، لوگوں کو حق کی دعوت دیتے رہے۔ اور باطل سے روکتے رہے۔ چناں چہ ارشاد ہے:

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ○(۴۷)

اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہوا ہے۔

اور ارشاد ہے:

۴۶۔ الم السجدہ: ۱۰
۴۷۔ الرعد: ۷

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (۴۸)

اور ہر امت کے لئے ایک رسول ہوا ہے۔ پھر جب ان کا رسول آ جاتا ہے تو ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کر دیا جاتا ہے۔ اوزان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔

ہر امت کے لئے ایک رسول ہوا ہے جو ان کو اللہ کے احکام پہنچاتا ہے۔ سو جب اللہ کا رسول معجزات و دلائل اور اس کے احکام لے کر ان کے پاس آچکا، اور پھر بھی انہوں نے نہ مانا اور رسول کو جھوٹا قرار دیا تو اللہ نے اپنے رسول اور اس کی امت کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا۔ تکذیب کرنے والوں کو ہلاک کر دیا اور مومنوں اور رسول کو محفوظ رکھا۔ اللہ کا یہ فیصلہ انصاف پر مبنی تھا۔ اس سے کسی پر ظلم و زیادتی نہیں ہوئی کیوں کہ حجت پوری ہونے کے بعد مواخذہ ظلم نہیں بل کہ عین عدل ہے۔ ارشاد ہے:

وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ○ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ○ (۴۹)

اور ہم نے پہلے لوگوں میں بھی بہت سے نبی بھیجے۔ اور ان کے پاس کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس کی انہوں نے ہنسی نہ اڑائی ہو، سو ہم نے ان میں سے زیادہ قوت والوں کو ہلاک کر دیا اور پہلے لوگوں کا قصہ گزر چکا۔

گزشتہ قوموں میں بھی ہم نے رسول بھیجے تھے اور سب ہی نے اپنے نبیوں کا مذاق اڑایا، سو انجام کار ہم نے بھی ان میں سے بڑے بڑے سرکشوں کو ہلاک کر دیا اور ان کے واقعات کو ضرب المثل بنا دیا۔

نیز ارشاد ہے:

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ (۵۰)

اور ہم نے تمام رسولوں کو ان کی قوم ہی کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا تا کہ وہ ان کے لئے کھول کر بیان کر سکیں۔ پھر اللہ جس کو چاہتا ہے گم راہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ زبردست، حکمت والا ہے۔

کفار آں حضرت ﷺ سے یہ کہا کرتے تھے کہ یہ قرآن چوں کہ آپ کی زبان میں نازل ہوا ہے

۴۸۔ یونس: ۴۷ ۴۹۔ الزخرف: ۶۔۸

۵۰۔ ابراھیم: ۴

اس لئے اس میں یہ احتمال ہے کہ شاید اس کو آپ نے خود ہی بنایا ہو۔ اس کے جواب میں اللہ نے فرمایا کہ ہم نے ہر پیغمبر کو اسی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا، تا کہ وہ پیغمبر اللہ کے احکام کو لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کر دے اور اس کی قوم کے لوگ ان احکام کو آسانی سے سمجھ لیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی جن یا فرشتے کو یا کسی ایسی زبان بولنے والے انسان کو جس کی زبان اس کی قوم سے مختلف ہوتی، پیغمبر بنا کر بھیجتا تو لوگوں کے لئے اس کی بات کو سمجھنا دشوار ہوتا۔ یہ اللہ کا بڑا احسان و انعام ہے کہ اس نے ہر قوم میں ان ہی میں سے کسی کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔

جب لوگوں پر اللہ کی حجت قائم ہو جاتی ہے تو وہ جس کو چاہتا ہے گم راہ کر دیتا ہے اور ایمان کی توفیق نہیں دیتا اور جس کو چاہتا ہے ایمان کی توفیق دے دیتا ہے اور اس کے دل میں حق کا یقین پیدا کر دیتا ہے۔ وہ ایسا غالب اور زبردست ہے کہ کوئی اس کی مشیت کو روک نہیں سکتا۔ وہ جس کو ہدایت کر دے اس کو کوئی گم راہ نہیں کر سکتا اور جس کو گم راہ کر دے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ وہ بڑی حکمت والا ہے۔

۱۱۔ خاتم الانبیاء کی بعثت

آں حضرت ﷺ سے پہلے جتنے انبیاء مبعوث ہوئے وہ سب اپنے اپنے وقت میں، اپنی اپنی قوموں کے لئے اپنے اپنے زمانے کے مناسب حال اخلاق عالیہ اور صفات کامل کے اعلیٰ ترین نمونے پیش کرتے رہے جن کو سامنے رکھ کر ان کے امتی اپنی دنیا و آخرت سنوارتے رہے۔ یہ انبیائے کرام چوں کہ خاص زمانوں اور خاص قوموں کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور ان کی تعلیمات بھی دائمی اور کامل نہ تھیں، اس لئے ایک ایسے رہبر و رہ نما کی ضرورت باقی تھی جو ساری دنیا کے انسانوں کی ہدایت و رہ نمائی کے لئے ایک ایسی جامع اور کامل و مکمل شریعت لے کر آئے جس کے بعد کسی اور پیغمبر اور شریعت کی ضرورت باقی نہ رہے۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام لوگوں کے لئے کامل و اکمل نمونہ عمل بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ پر دین کی تکمیل اور سلسلہ نبوت کو ختم فرما دیا، آپ کے بعد اب کوئی پیغمبر نہیں آئے گا اور آپ کی شریعت قیام قیامت تک باقی رہے گی۔ چناں چہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ O (۵۱)

اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

آپ سے پہلے جو انبیائے کرام بھیجے گئے تھے وہ خاص قوموں اور خاص خاص مقامات کی طرف

۵۱۔ السبا ۲۸

مبعوث ہوئے تھے۔اس کے برعکس آپ ﷺ کی بعثت صرف اہل عرب یا کسی ایک قوم کے لئے مخصوص نہیں بل کہ آپ کو تمام عالم کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔دوسری جگہ ارشاد ہے:

قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨالَّذِيْنَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ (۵۲)

آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں جس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے سو تم اللہ اور اس کے رسول نبی امی پر ایمان لاؤ جو اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی پیروی کرو تا کہ ہدایت پاؤ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ لوگوں میں اعلان فرما دیجئے کہ میں سب عرب وعجم، کالے، گورے اور دنیا جہاں کے لوگوں کے لئے قیامت تک اللہ کا رسول ہوں، جس کی بادشاہت تمام آسمانوں اور زمین میں ہے۔وہی ہر شئے کا مالک وخالق ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔وہی زندگی عطا کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔سابقہ انبیاء خاص اپنے اپنے زمانے اور اپنی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے جب کہ آپ ﷺ کی بعثت کسی خاص قوم اور قبیلے اور زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں بل کہ نبوت اور وحی کا سلسلہ آپ پر ختم ہو گیا اور آپ قیامت تک ساری دنیا کے پیغمبر ہیں۔اب نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی شریعت۔آپ اللہ کے سچے رسول ہیں، آپ کی اطاعت سب پر لازم ہے۔دوسری جگہ ارشاد ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۝ ۨ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَىْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝ (۵۳)

بہت بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فیصلے کی کتاب (قرآن) نازل کی تا کہ وہ تمام جہانوں کو خبردار کرنے والا بن جائے۔اسی ذات کے لئے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے اور اس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا اور نہ سلطنت میں اس کا کوئی شریک ہے اور اسی نے ہر چیز کو پیدا کر کے ایک اندازے پر ٹھہرا دیا۔

۵۲۔الاعراف:۱۵۸ ۵۳۔الفرقان:۱۔۲

ہر خیر و برکت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ اسی نے اپنی بندے محمد ﷺ پر فرقان (قرآن مجید) تھوڑا تھوڑا کر کے نازل فرمایا جو اپنے واضح ارشادات کے ذریعے حق و باطل، ہدایت و گم راہی اور بھلائی و برائی میں تمیز اور فرق بتاتا ہے۔ قرآن مجید تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا اور ۲۳ سال کے عرصے میں مکمل ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کامل رحمت اور انتہائی مہربانی فرمائی کہ ان پر پوری کتاب ایک دفعہ میں نازل کر کے تمام معارف و احکام کا جاننا اور سب پر عمل کرنا ان پر ایک دم لازم نہیں کیا۔ بل کہ اس کے معارف و احکام آہستہ آہستہ لوگوں کو سکھائے اور فرائض و واجبات تھوڑے تھوڑے کر کے اتارے تا کہ ان پر عمل کرنے کی آسانی کے ساتھ مشق ہو جائے۔ اسی لئے قرآنی احکام سے نہ تو امت محمدیہ پر کچھ گرانی ہوئی اور نہ وہ گھبرائے۔ اس کے برعکس سابقہ کتابیں ایک بار نازل ہو جاتی تھیں۔ چناں چہ بنی اسرائیل پر جب توریت نازل ہوئی تو انہوں نے بہت سے احکام و فرائض وغیرہ دیکھ کر ان پر عمل کرنے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ جب ان کے اوپر پہاڑ معلق کر دیا گیا تب جان کے خطرے کے باعث تورات کے احکام قبول کرنے پر آمادہ ہوئے۔ پھر فرمایا کہ یہ کتاب آپ پر اس لئے نازل کی گئی، تا کہ آپ تمام جہان کے لئے خبردار کرنے والے بن جائیں اور ہر سرخ و سفید اور دور و نزدیک والے کو اللہ کے عذابوں سے ڈرا دیں اور اس کتاب مبین کو جو سراسر حکمت و ہدایت والی ہے اور باطل جس کے قریب بھی نہیں آسکتا، آپ اس کو دنیا بھر میں پہنچا دیں۔ آپ کی رسالت ہر اس شخص کے لئے ہے جو آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر ہے۔

نیز ارشاد ہے:

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ O (۵۴)

جیسا کہ ہم نے تم لوگوں میں تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور وہ تمہیں ایسی باتوں کی تعلیم دیتا ہے جن کو تم نہیں جانتے تھے۔

یہ اللہ کا بہت بڑا انعام ہے کہ اس نے ہم میں ہماری ہی جنس کا ایک نبی مبعوث فرمایا جو اللہ کی روشن اور نورانی کتاب کی آیتیں ہمارے سامنے تلاوت فرماتا ہے اور وہ ہمیں رذیل عادتوں، نفس کی شرارتوں اور جاہلیت کے کاموں سے روکتا اور ہمیں کفر کی ظلمت سے نکال کر نور ایمانی کی طرف رہ نمائی فرماتا ہے اور ہمیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور ہم پر ایسے راز کھولتا ہے جو اس سے پہلے ہم پر نہیں کھلے تھے۔ پس

۵۴۔ البقرۃ:۱۵۱

آپ کی تعلیم وتربیت سے وہ لوگ جن پر صدیوں سے جہل چھایا ہوا تھا اور تاریکی میں گھرے ہوئے تھے، وہ دنیا کے رہبر ومعلم بن گئے۔ جو لوگ نرے ان پڑھ اور رہزن تھے وہ آپ کی تعلیمات سے علم میں گہرے، تکلف میں تھوڑے، دلوں کے پاک اور زبان کے سچے بن گئے۔ یہ انقلاب بہ جائے خود آپ ﷺ کی رسالت کی تصدیق کا ایک شاہد عدل ہے۔ ایسے الوالعزم پیغمبر کی بعثت مومنوں پر اللہ کا زبردست احسان ہے۔ جیسے ارشاد ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْبَعَثَ فِيهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ انفسھم (۵۵)

بے شک اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب ان میں ان ہی میں کا ایک رسول بھیجا۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں ان ہی کی جنس سے ایک عظیم الشان پیغمبر مبعوث فرمایا۔ وہ اس کے احوال واخلاق، امانت ودیانت اور اس کی عفت وپاک بازی سے خوب واقف ہیں۔ لہٰذا وہ اس کے پاس اٹھ بیٹھ کر، بات چیت کے ذریعے اس سے دین کو پوری طرح سیکھ کر ہر قسم کے انوار وبرکات اور دنیا وآخرت کے منافع حاصل کرسکتے ہیں۔ اگر کسی جن یا فرشتے کو رسول بنا کر بھیجا جاتا تو مومنوں کے لئے اس سے مانوس ہونا اور آسانی وبے تکلفی سے دین سیکھنا ممکن نہ ہوتا۔ اس لئے مومنون پر یہ اللہ کا بہت بڑا فضل واحسان ہے کہ اس نے ان کے پاس ایک انسان کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَO (۵۶)

اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ وہ اس کو تمام دینوں پر غالب کردے خواہ یہ بات مشرکوں کو بری ہی لگے۔

یہاں دین سے مراد: دین اسلام کا تمام ادیان پر غالب آنا ہے۔ اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ہوگا، جب اسلام کے سوا کوئی دین باقی نہیں رہے گا۔ نیز ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ط وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌO يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِO (۵۷)

اور آپ سے پہلے بھی ہم رسول بھیج چکے ہیں اور ہم نے ان کو بیویاں اور اولاد دی تھی اور کسی

۵۵۔ البقرۃ:۱۵۱
۵۶۔ آل عمران:۱۶۴
۵۷۔ التوبہ:۳۳

بھی رسول کے اختیار میں نہ تھا کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی معجزہ لاتا۔ ہر مدت کے لئے ایک تحریر ہے۔ اللہ جو چاہتا ہے۔ مٹاتا ہے۔ اور جو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب (لوح محفوظ) ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ سے پہلے بھی ہم نے بہت سے پیغمبر بھیجے۔ جس طرح آپ انسان ہونے کے باوجود اللہ کے رسول میں اسی طرح وہ بھی فرشتے نہیں تھے، بل کہ عام انسانوں کی طرح انسان تھے۔ آپ بھی کھاتے پیتے ہیں، بیوی بچوں والے ہیں اور بازروں میں چلتے پھرتے ہیں، اسی طرح وہ بھی کھاتے پیتے تھے۔ اور بیوی بچوں والے تھے۔ کسی پیغمبر کے اختیار میں نہیں کہ وہ اپنی مرضی سے ایسا معجزہ ظاہر کردے جو اس سے طلب کیا جائے کیوں کہ سب پیغمبر بندے ہیں، رب نہیں، معجزے کا ظاہر ہونا صرف اللہ کی مشیت اور ارادے اور اس کی حکمت و مصلحت پر موقوف ہے۔ وہ جب چاہتا ہے ظاہر کردیتا ہے۔ ہر چیز کا مقررہ وقت اللہ نے تحریر کردیا ہے۔ اس تحریر میں ہر چیز کی ابتداٗ اور انتہا لکھی ہوئی ہے۔ اسی طرح اللہ نے ہر معجزے کے ظہور کا وقت بھی لکھ دیا ہے کہ فلاں معجزہ فلاں وقت ظاہر ہوگا۔ لوگ اس کی طلب میں خواہ کتنی ہی عجلت کریں وہ مقرر وقت سے پہلے ظاہر نہیں ہوسکتا۔ وہ مالک و مختار ہے' وہ اپنے ارادے اور مشیت میں جس طرح چاہتا ہے تغیر و تبدل کرتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے اپنی قدرت و حکمت سے مٹادیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ثابت و برقرار رکھتا ہے۔ اسی کے پاس ام الکتاب یعنی اصل کتاب ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۝ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ؕ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۝ (۵۸)

اور ہم نے آپ سے پہلے بھی انسان ہی بھیجے تھے جن کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے سو اگر تمہیں معلوم نہ ہو تو تم اہل علم سے پوچھ لو۔ ہم نے ان کو معجزے اور کتابیں دے کر بھیجا تھا اور ہم ہی نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے تاکہ جو کچھ ان کے لئے نازل کیا گیا ہے آپ اس کو ان کے سامنے صاف صاف بیان کردیں تاکہ وہ غور کریں۔

لوگوں کی ہدایت رہ نمائی کے لئے آپ سے پہلے بھی ہم نے مرد ہی پیغمبر بنا کر بھیجے تھے۔ کسی فرشتے کو کبھی پیغمبر بنا کر نہیں بھیجا۔ البتہ ہم ان پیغمبروں کے پاس فرشتوں کے ذریعے وحی بھیجا کرتے تھے۔ اے

۵۸۔ الرعد: ۳۸۔۳۹

منکرین اگر تم یہ بات نہیں جانتے کہ اس سے پہلے بھی آدمیوں کو ہی پیغمبر بنا کر بھیجا جاتا رہا ہے اور تمہیں آدمیوں کے پیغمبر ہونے میں شک وشبہ ہے تو تم اہل علم سے معلوم کرلو جن کے پاس سابقہ آسمانی کتابوں کا علم ہے۔ سابقہ انبیاء کی طرح ہم نے آپ پر بھی قرآن مجید نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کے سامنے اس کو واضح طور پر بیان فرمادیں اور یہ لوگ اس میں غور وفکر کریں اور جان لیں کہ یہ مخلوق کا کلام نہیں۔ نیز ارشاد ہے:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِمِنْ بَعْدِالذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَO اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًالِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ O وَمَآاَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَO (۵۹)

اور ہم نصیحت کے بعد زبور میں لکھ چکے ہیں کہ بے شک زمین کے وارث میرے نیک بندے ہی ہوں گے۔ بے شک اس (قرآن) میں عبادت کرنے والوں کے لئے بڑی آگاہی ہے اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

لوح محفوظ کے بعد ہم نے تمام آسمانی کتابوں میں لکھ دیا ہے کہ کامل اطاعت گزار بندوں کو دنیا و آخرت کی کامیابی اور زمین کا وارث بنایا جائے گا۔ جیسے ارشاد ہے:

اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ط (۶۰)

بلاشبہ زمین اللہ کی ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اس کا وارث بنادیتا ہے۔

جو قرآن آپ پر نازل کیا گیا ہے یقیناً اس میں جنت میں داخل ہونے کا پورا سامان ہے۔ جس طرح مسافروں کے لئے زادراہ منزل تک پہنچنے کا ذریعہ ہوتا ہے اسی طرح پورا قرآن مومنوں کے لئے جو صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں، جنت کا توشہ ہے۔

اے نبی ﷺ! آپ تو سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں جو مخلوق کے لئے نعمت عظمیٰ ہے۔ سو اس نعمت کی شکر گزاری کرنے والا دنیا وآخرت میں شادمان ہے اور ناقدری کرنے والا دونوں جہاں میں ذلیل ورسوا ہے۔ اگر کوئی بدبخت اس رحمت عامہ سے خود ہی نفع نہ اٹھائے تو یہ اس کا اپنا قصور ہے ورنہ آپ کا حلقہ فیض تو اس قدر وسیع ہے کہ اگر کوئی شخص اس سے مستفید نہ ہونا چاہئے تب بھی اس کو کسی نہ کسی شکل میں بلا اختیار رحمت کا حصہ پہنچ جاتا ہے۔ نیز ارشاد ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآاَحَدٍمِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًاO (۶۱)

۵۹۔ النحل: ۴۳۔۴۴ ۶۰۔ الانبیاء: ۱۰۵۔۱۰۷

۶۱۔ الاحزاب: ۴۰

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

نسبی اعتبار سے آپ ﷺ کا کسی کے ساتھ پدری رشتہ نہیں بل کہ آپ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔ آپ پر نبوت ختم ہوگئی۔ اللہ کے علم میں جن لوگوں کو نبوت عطا ہونی تھی وہ ہو چکی۔ اب کسی کو منصب نبوت عطا نہیں ہوگا۔ آپ کی نبوت قیامت تک قائم رہے گی۔ آخری زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آپ کے امتی کی حیثیت سے آئیں گے۔

۱۲۔ تکریم محاربین

اسلامی نقطہ نظر سے جنگ کے دوران قوت کا استعمال صرف ان لوگوں کے خلاف ہونا چاہئے جو جنگ میں عملاً برسر پیکار ہوں یا ان لوگوں سے جن سے شر و فساد کا اندیشہ ہو، باقی تمام انسانی طبقوں کو جنگ کے اثرات سے محفوظ رہنا چاہئے۔ جن لوگوں سے عملاً محاربہ ہو، ان کے ساتھ بھی کوئی انسانیت سوز اور اخلاق سے گری ہوئی حرکت نہیں ہونی چاہئے۔ ان کو باندھ کر قتل نہیں کرنا چاہئے، اور نہ ان کے مقتولین کی بے حرمتی ہونی چاہئے۔

سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول ﷺ جب کسی کو کسی لشکر یا سریہ کا امیر مقرر فرماتے تو اس کو خاص طور پر اللہ کے تقوے اور جو مسلمان اس کے ساتھ ہیں ان کی خیر خواہی کی وصیت فرماتے۔ پھر فرماتے:

اغزوا باسم اللّٰہ، قاتلوا من کفر باللّٰہ، اغزوا ولا تغلو ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا ولیدا (۶۲)

اللہ کا نام لے کر اللہ کے راستے میں جہاد کرو۔ اس سے قتال کرو جو اللہ کو نہ مانے، جہاد کرو اور مال غنیمت میں خیانت نہ کرو اور معاہد۔ نہ توڑو اور مثلہ (ہاتھ، پاؤں، ناک، کان کاٹنا) نہ کرو اور کسی بچے کو قتل نہ کرو۔

سمرہ بن جندبؓ اور عمران بن حُصَینؓ کہتے ہیں:

کان رسول اللّٰہ ﷺ یحثنا علی الصدقة وینهانا عن المثلة (۶۳)

رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقہ دینے کی رغبت دلاتے تھے اور مثلہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔

انس بن مال سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

۶۲۔ مسلم: ج ۳، ص ۱۵۷، رقم ۱۷۳۱   ۶۳۔ ابوداؤد: ج ۲، ص ۴۰۳۔ رقم ۲۶۶۷

انطلقوا باسم اللّٰہ وباللّٰہ وعلی ملۃ رسول اللّٰہ، ولا تقتلوا شیخا فانیا ولا طفلا صغیرا ولا امرئۃ، ولاتغلوا، وضموا غنائمکم واصلحوا واحسنوا ان اللّٰہ یحب المحسنین (۶۴)

اللہ کے نام سے اللہ کی توفیق کے ساتھ اللہ کے رسول کے دین پر روانہ ہو جاؤ۔ کسی بوڑھے کو قتل نہ کرنا اور نہ کسی بچے کو، نہ کسی نابالغ کو اور نہ عورت کو اور غنیمت میں خیانت نہ کرنا اور مال غنیمت کو جمع کرنا اور اصلاح کرنا اور احسان کرنا۔ بے شک اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

۱۳۔ انسانوں میں تکریم کا زیادہ مستحق

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّھَاالنَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ط (۶۵)

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہارے مختلف خاندان اور قبیلے بنائے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ بزرگی والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو۔

تمام لوگ ایک مرد یعنی آدم علیہ السلام اور ایک عورت حوا علیہا السلام سے پیدا کئے گئے ہیں، اس لئے سب کی ذات اور نسب ایک ہے۔ حضرت آدم چوں کہ مٹی سے پیدا کئے گئے تھے اور تمام انسان ان ہی کی اولاد ہیں، اس لئے ان کی طرف نسبت کے اعتبار سے سب ہم مرتبہ ہیں۔ اب اگر کسی کو کچھ فضلیت حاصل ہوگی تو وہ اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی وجہ سے ہوگی، نہ کہ ذات پات، کنبے قبیلوں، برادریوں، جماعتوں اور علاقوں کی وجہ سے۔ کنبے قبیلے اور برادریاں وغیرہ تو محض پہچان کے لئے ہیں، آپس میں تفاخر کے لئے نہیں۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ بزرگ اور عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی اور پرہیز گار ہے اور جو فاسق و فاجر ہے وہ اللہ کی نظر میں ذلیل و خوار ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ مکرم کون ہے؟ آپ نے فرمایا:

۶۴۔ ابوداؤد: ج ۲، ص ۳۸۳، رقم ۲۶۱۴ ۶۵۔ الحجرات: ۱۳

اکرمھم اتقاھم (۶۶)

سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو ان میں سب سے زیادہ متقی ہو۔

بے شمار قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ شاہد ہیں کہ انسان کی کامل اصلاح اور دنیا و آخرت کی فلاح اور کامیابیوں کی ضمانت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپ کی تعلیمات اور سنتوں کی پیروی میں مضمر ہے۔ آدمی جس قدر آپ کی تعلیمات اور سنتوں پر عمل پیرا ہوگا اسی قدر اس میں تقویٰ اور پرہیز گاری پیدا ہوگی۔ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکت کو ہمارے لئے ہر کام اور ہر معاملے میں مثالی نمونہ بنا کر مبعوث فرمایا۔ چناں چہ ارشاد ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۶۷)

بلاشبہ تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رہ نمائی کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کمالات ظاہری و باطنی سے کامل درجے تک مزین فرما کر اس دنیا میں بھیجا، تاکہ آپ قیامت تک ہر زمانے کے لوگوں کے لئے زندگی کے ہر شعبے، خواہ وہ عبادات ہوں یا معاملات، معاشرت ہو یا اخلاق و کردار، سیاست ہو یا نظام حکومت، انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی، خانگی معاملات ہوں یا مملکتی امور غرض زندگی کے ہر گوشے ہر پہلو اور ہر موقع کے لئے آپ دنیا کے سامنے بہترین اور کامل ترین نمونہ پیش فرمادیں۔ چوں کہ آپ کا اسوۂ حسنہ کامل و اتم ہے اسی لئے اللہ نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (۶۸)

جس نے رسول کی اطاعت کی تو بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَطَاعَنِي فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ (۶۹)

جس نے میرا اطاعت کی تو بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی تو بلاشبہ اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

۱۴۔ تکریم کے تقاضے

اللہ تعالیٰ نے انسان اور اس کے تمام اعضا کو قابل احترام قرار دیا اور اللہ کے رسول ﷺ نے تمام

۶۶۔ بخاری: ج ۲، ص ۳۷۸، رقم ۳۳۷۴ ۶۷۔ الاحزاب: ۲۱

۶۸۔ النساء ۸۰ ۶۹۔ مسلم: ج ۳، ص ۲۳۰، رقم ۱۸۳۵

مخلوق کو اللہ کا کنبہ کہا ہے۔ فرمایا:

الخلق کلھم عیال اللّٰہ فاحب الخلق الی اللّٰہ انفعھم لعیالہ (۷۰)

تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کی عیال سے اچھا سلوک کرے۔

اس لئے ہر شخص کو معاشرے کے بے سہارا اور کم زور افراد کی مدد کرنی چاہئے اور انسانی ہم دردی اور احترام کو اپنی زندگی کا شعار اور مقصد بنانا چاہئے، تاکہ تمام انسان ایک دوسرے کے ساتھ محبت وشفقت کا سلوک کریں، عداوت ونفرت اور بغض وحسد سے بچیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ، والمھاجر من ھجر مانھی اللّٰہ عنہ (۷۱)

(بہترین) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ (کے ضرر) سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:

لایؤمن احد کم حتی یحب لاخیہ مایحب لنفسہ (۷۲)

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے بھی وہی کچھ پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَھُمْ وَلَھُمْ اَجْرٌ کَرِیْمٌ ○ (۷۳)

بے شک صدقہ دینے والے مرد اور عورتیں اور جنہوں نے خوش دلی سے اللہ کو قرض دیا، ان کو دوچند دیا جائے گا۔ اور ان کے لئے عمدہ بدلہ ہے۔

جو مرد وعورت اپنے حلال مال میں سے فقیروں، مسکینوں محتاجوں، اور حاجت مندوں پر نیک نیتی سے اللہ کی رضا اور خوش نودی کے لئے خرچ کرتے ہیں اور اللہ کو قرض حسنہ دیتے ہیں تو اللہ ان کو اس کا بدلہ

۷۰۔ مجمع الزوائد: ج ۸، ص ۳۴۹، رقم ۱۳۷۰۷ ۷۱۔ بخاری: ج ۱، ص: ۱۱، رقم ۱۰

۷۲۔ بخاری: ج ۱، ص ۱۱، رقم ۱۳ ۷۳۔ الحدید: ۱۸

بہت بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے گا۔ دس گنا سے سات سو گنا تک، بل کہ اس سے بھی زیادہ۔ اس کے علاوہ ان کے لئے آخرت میں بے حساب ثواب اور بڑا اجر ہے۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان الصدقة لتطفئ غضب الرب وتدفع ميتة السوء (۷۴)

صدقہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کون اسلام بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا:

تطعم الطعام و تقرء السلام على من عرفت ومن لم تعرف (۷۵)

تم کھانا کھلاؤ اور ہر جان پہچان والے اور ان جان کو سلام کرو۔

اور ارشاد ہے:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَااسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ط وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ط (۷۶)

جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو، اور سنو اور مانو اور خرچ کرتے رہو، یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور جو شخص نفس کی حرص سے محفوظ رہا تو وہی فلاح پانے والے ہیں۔ اگر تم اللہ کو اچھی طرح قرض دو گے تو وہ اس کو تمہارے لئے بڑھاتا جائے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔

تقویٰ اختیار کرنے میں تم اپنی پوری کوشش اور طاقت صرف کرو، اس کی نصیحتوں کو سنو اور اس کے احکام پر چلو اور اس کی خوش نودی کے لئے اس کی راہ میں اپنا مال خرچ کرو، جو لوگ اپنے آپ کو اپنے نفس کی خواہش اور مال کی محبت سے بچالیں تو وہی لوگ کام یاب ہیں۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے کسی کو یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ اس سے اس کے مال میں کمی آجائے گی، بل کہ یہ تو اللہ کو قرض حسنہ دینا ہے۔ اگر تم اللہ کی راہ میں اخلاص اور نیک نیتی سے پاک وصاف مال خرچ کرو گے تو اللہ تمہیں اس سے کہیں زیادہ دے گا۔ اور اس کی برکت سے تمہاری خطاؤں کو معاف فرمادے گا۔ اور ارشاد ہے:

۷۴۔ ترمذی: ج ۲، ص ۱۴۶، رقم ۶۶۴ ۷۵۔ بخاری: ج ۱، ص ۱۱، رقم ۱۲

۷۶۔ التغابن: ۱۶، ۱۷

وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا ط وَمَاتُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ ھُوَ خَیْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا ط (۷۷)

اور اللہ کو قرض حسن دو اور جو نیک عمل تم اپنے لئے آگے بھیجو گے تو اللہ کے پاس اس کو بہتر اور اجر کے اعتبار سے بڑھا ہوا پاؤ گے:

اور اللہ کو قرض حسن دیتے رہو یعنی اللہ کے راستے میں صدقہ وخیرات کرتے رہو جس پر اللہ تمہیں بہت بہتر اور پورا پورا بدلہ دے گا، اور خوب جان لو کہ تم جو بھی نیکیاں اپنے لئے آگے بھیجو گے یقیناً تم ان کو اللہ کے ہاں پاؤ گے کیوں کہ وہ بہت ہی بہتر اور عظیم اجر وثواب عطا کرنے والا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مانقصت صدقة من مال ومازاداللّٰہ عبدا بعفو الاعزا وماتواضع احد للّٰہ رفعه اللّٰہ (۷۸)

صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور جو بندہ معاف کر دیتا ہے اللہ اس کی عزت بڑھاتا ہے اور جو بندہ اللہ کے لئے تواضع (انکساری) کرتا ہے اللہ اس کو بلند کرتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قال اللّٰہ تبارك وتعالیٰ: یابن آدم انفق انفق علیك(۷۹)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، اے ابن آدم! تو (دوسروں پر) خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا۔

ناحق طریقے سے مال کھانا

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِھَآ اِلَی الْحُکَّامِ لِتَاْکُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (۸۰)

اور ایک دوسرے کا مال آپس میں ناحق طریقے سے نہ کھاؤ اور ان کو حاکموں تک نہ پہنچاؤ تاکہ تم لوگوں کے مال کا کچھ حصہ جان بوجھ کر ناجائز طور پر کھاؤ۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً عَنْ

۷۷۔ المزمل: ۲۰
۷۸۔ مسلم: ج ۴، ص ۱۸۱، رقم ۲۵۸۸
۷۹۔ مسلم: ج ۲، ص ۸۶، رقم ۹۹۳
۸۰۔ البقرۃ: ۱۸۸

تَرَاضٍ مِنْكُمْ (۸۱)

اے ایمان والو! تم آپس میں ایک دوسرے کے اموال ناحق نہ کھایا کرو سوائے اس کے کہ آپس کی رضامندی سے تجارت ہو۔

ان آیتوں میں مومنوں کو ایک دوسرے کے اموال باطل طریقے سے کھانے کی ممانعت کی گئی ہے۔ باطل طریقے سے مال کھانا یہ ہے کہ کسی کے مال پر جھوٹا دعویٰ کرنا، جھوٹی گواہی دینا، کسی کی حق بات کا انکار کر کے اس پر قسم کھالینا، کسی کا مال غصب کر لینا، کسی کو لوٹ لینا، کسی کا مال چرالینا، کسی کو دھوکا دینا، خیانت کر لینا، جوئے سے کسی کا مال لینا، سود، رشوت، سٹہ، بیوع فاسدہ، معاملات فاسدہ، زنا کی اجرت، گانے کی اجرت اور کاہن کو کچھ دینا، غیر شرعی کاموں میں خرچ کرنا وغیرہ سب امور باطل میں داخل ہیں۔ البتہ جائز تجارت یعنی بیع وشرا یا ملازمت ومزدوری وغیرہ کے ذریعے باہمی رضامندی سے ایک کا مال دوسرے کے لئے ممنوع نہیں۔ یہ طریقہ تکریم آدم کے خلاف ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشعر الحرام سے آگے بڑھ کر عرفات میں پہنچے اور آپ اس خیمے میں ٹھہرے جو نمرہ میں آپ کے لئے لگایا گیا تھا۔ جب آفتاب ڈھل گیا تو قصوا اونٹنی آپ کے پاس لائی گئی۔ آپ اس پر سوار ہو کر بطن وادی پہنچے اور لوگوں سے خطاب فرمایا:

ان دمائكم واموالكم حرام عليكم، كحرمة يومكم هذا، فى شهر كم هذا، فى بلدكم هذا، الا كل شئ من امر الجاهلية تحت قدمىّ موضوع ، ودماء الجاهلية موضوعة وان اول دم اضع من دمائنا دم ابن ربيعة بن الحارث، كان مسترضعا فى بنى سعد فقتلته هذيل، وربا الجاهلية موضوع واول ربا اضع ربانا رباعباس بن عبدالمطلب فانه موضوع كله (۸۲)

بلاشبہ تمہارے خون اور اموال ایک دوسرے پر حرام ہیں جیسے آج کے دن کی حرمت ہے، اس مہینے کے اندر، اس شہر کے اندر، آگاہ ہو جاؤ! زمانۂ جاہلیت کی ہر چیز میرے دونوں پیروں کے نیچے پامال کر دی گئی، اور جاہلیت کے خون ختم کر دیئے گئے۔ اور پہلا خون جو میں اپنے خونوں میں سے معاف کرتا ہوں وہ ابن ربیعہ بن حارث کا خون ہے جو بنی سعد مین دودھ پیتا تھا اور اس کو ہذیل نے قتل کیا تھا۔ اور زمانۂ جاہلیت کا سود ختم کر دیا گیا اور سب سے پہلے میں اپنے سودوں میں سے جو سود چھوڑتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب

۸۱۔ النساء:۲۹　　۸۲۔ مسلم: ج ۲، ص ۲۳۱، رقم ۱۲۱۸

کا ہے جو سب کا سب معاف کر دیا گیا۔

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یوء تی بالعبد یوم القیٰمة فیقول اللّٰہ له: الم اجعل لك سمعا وبصرا ومالا وولدا وسخرت لك الانعام والحرث وترکتك ترء س وتربع فکنت تظن انك ملاقی یومك ھذا؟ قال فیقول لا، فیقول له، الیوم انساك کمانسیتنی (۸۳)

قیامت کے دن ایک شخص کو پیش کیا جائے گا تو اللہ اس سے کہے گا کہ کیا میں نے تجھے آنکھ، کان، مال اور اولاد وغیرہ نہیں دی تھی۔ اور کیا چوپایوں اور کھیتوں کو تیرے لئے مسخر نہیں کیا تھا، پھر تجھے تیری قوم کا سردار بننے کے لئے چھوڑ دیا تھا تاکہ تو ان سے چوتھائی (مال وصول) کیا کرے، کیا تیرے گمان میں بھی تھا کہ ایک دن تجھے مجھ سے ملنا ہے اور وہ آج کا دن ہے۔ وہ کہے گا نہیں، پھر اللہ اس سے کہے گا کہ آج میں بھی تجھے اسی طرح بھول جاتا ہوں جس طرح تو مجھے بھول گیا تھا۔

ہشام بن حکیم بن حزم کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

ان اللّٰہ یعذب الذین یعذبون الناس فی الدنیا (۸۴)

بلا شبہ اللہ ان کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو (ناحق) عذاب دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (۸۵)

بے شک مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اگر کسی وقت ان میں اختلاف ہو جائے تو ان میں صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اگر تم اللہ سے ڈرتے رہے تو امید ہے کہ اللہ تم پر مہربان ہوگا، اس لئے کہ خوفِ خدا اور تقویٰ ہی تمام احوال کی اصلاح کا ضامن اور اللہ کی عنایت اور مہربانیوں کا موجب ہے۔

ایک دوسرے کا مذاق اڑانا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

۸۳۔ ترمذی: ج ۴، ص ۱۹۳، رقم ۲۴۳۶ — ۸۴۔ مسلم: ج ۴، ص ۱۹۲، رقم ۲۶۱۳

۸۵۔ الحجرات: ۱۰

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاۗءٌ مِّنْ نِّسَاۗءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (۸۶)

اے ایمان والو! کوئی جماعت دوسری جماعت کا مذاق نہ اڑایا کرے، ممکن ہے وہ اس سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑایا کریں، ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ آپس میں طعنہ دو، اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو۔ ایمان لانے کے بعد برا نام رکھنا بھی گناہ ہے، اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔

قرآن کریم نے مردوں اور عورتوں کو علیحدہ علیحدہ مخاطب کر کے تمسخر اور استہزا سے منع فرمایا۔ اس سے اس کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ سو ایسا مذاق اور تمسخر جو کسی کی تحقیر اور دل آزاری کا باعث ہو وہ حرام ہے خواہ کوئی مرد کسی مرد کے ساتھ ایسا مذاق کرے یا عورت کسی عورت کے ساتھ یا مرد عورت کے ساتھ اور عورت مرد کے ساتھ تحقیر آمیز مذاق کرے۔ البتہ جس مزاح سے دوسرے کی تحقیر اور دل آزاری نہ ہو وہ جائز ہے۔ پس جو شخص کسی کے ساتھ تمسخر کرتا ہے وہ یہ نہیں جانتا کہ اللہ کے نزدیک اس کا کیا درجہ ہے جس کا وہ تمسخر اڑا رہا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ وہ اللہ کے ہاں استہزا کرنے والے سے بہتر اور افضل ہو۔ اسی طرح تمسخر کرنے والی عورتوں کا معاملہ ہے۔ شاید وہ عورت جس کا تمسخر اڑایا جا رہا ہے اللہ کے نزدیک تمسخر کرنے والی عورت سے بہتر و افضل ہو۔

پھر فرمایا کہ کوئی شخص کسی کو طعنہ نہ دے۔ طعنہ زنی بھی دل دکھانے والی چیز ہے۔ اس سے باہمی اتفاق و محبت میں فرق آجاتا ہے۔ اسی طرح کسی کو برے لقب سے نہیں پکارنا چاہئے، مثلاً کسی کو اے فاسق یا اے منافق یا اے کافر کہنا۔ اگر کوئی یہودی یا عیسائی یا ہندو مسلمان ہو جائے تو اس کو اے یہودی، اے عیسائی، اے ہندو کہہ کر پکارنا یا اگر کسی کے کئی نام ہوں تو ان میں سے برے نام سے اس کو پکارنا یا کسی کو لنگڑا، اندھا، کانا، لولا وغیرہ صفات مذمومہ سے یاد کرنا خواہ وہ اوصاف اس میں موجود ہوں، یہ سب ممنوع ہے کیوں کہ یہ سب باتیں دل دکھانے والی اور باہمی رنجش و عداوت کو پیدا کرنے والی ہیں۔ پھر مزید تاکید کے لئے فرمایا کہ ایمان کے لانے کے بعد برے ناموں سے یاد کرنا بری بات ہے۔ اگر کسی نے تمسخر و استہزا یا طنز کیا یا کسی کو برے لقب سے یاد کیا تو اسے چاہئے کہ نادم و شرمندہ ہو کر توبہ کرے۔ اگر ایسے

۸۶۔ الحجرات: ۱۱

لوگوں نے توبہ نہ کی تو وہی ظالم وگنہ گار اور دل دکھانے والے ہوں گے۔

سالم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

المسلم اخو المسلم ، لایظلمه ولایسلمه ، من کان فی حاجة اخیه کان اللّٰه فی حاجته ومن فرج عن مسلم کربة ، فرج اللّٰه عنه بها کربة من کرب یوم القیٰمة ومن ستر مسلما ستر اللّٰه یوم القیٰمة (۸۷)

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے (دشمن کے) سپرد کرتا ہے۔ جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے، اللہ اس کی حاجت پوری کرتا ہے، اور جو شخص کسی مسلمان کی مصیبت دور کرتا ہے، اللہ قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت اس سے دور کرے گا، اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتباغضوا، ولاتحاسدوا ولاتدابروا وکونوا عباداللّٰه اخوانا، ولایحل لمسلم ان یهجر اخاه فوق ثلاثة ایام (۸۸)

آپس میں بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو، پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو، بل کہ اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو، اور کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے۔

بدگمانی اور غیبت کی ممانعت

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۬ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ○ (۸۹)

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو، بے شک بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔ اور جاسوسی نہ کیا کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا

۸۷۔ مسلم: ج ۴، ص ۱۷۸، رقم ۲۵۸۰، ابوداؤد: ج ۴، ص ۲۹۶، رقم ۴۸۹۳

۸۸۔ بخاری: ج ۴، ص ۱۰۲، رقم ۶۰۶۵ ۸۹۔ الحجرات: ۱۲

گوشت کھانا پسند کرے گا۔ تمہیں اس سے کراہت آئے گی اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو مخاطب کر کے بدگمانی سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے کیوں کہ بدگمانی سے فساد اور باہمی عداوت پیدا ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کو ہر بات اور ہر ایک کے بارے میں برا خیال ہی پیدا ہوتا ہے، جس سے بڑی خرابیاں جنم لیتی ہیں۔ یہ سب تکریم آدم کے خلاف ہے۔ اس لئے کسی معقول وجہ کے بغیر بدگمانی نہیں کرنی چاہئے اس لئے کہ اس سے انسان گنہ گار ہوتا ہے۔ بدگمانی کی طرح لوگوں کے عیوب تلاش کرنا، ان کی تفتیش کرنا اور ان کی پوشیدہ باتیں معلوم کرنے کے پیچھے پڑے رہنا سب ممنوع ہیں۔ جب اللہ نے کسی کے عیوب پر پردہ ڈال دیا تو تم بھی ان کی پردہ کشائی نہ کرو۔ اسی طرح کسی کی عدم موجودگی میں اس کی برائی یعنی غیبت نہیں کرنی چاہئے۔ غیبت ایسی برائی ہے جیسے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے جو سخت مکروہ اور قابل نفرت فعل ہے۔ چوں کہ غیبت کے وقت وہ شخص موجود نہیں ہوتا جس کی غیبت کی جاتی ہے اس لئے آیت میں اس کو مردہ سے تشبیہ دی گئی یعنی وہ مردے کی مانند بے خبر ہے۔ لہٰذا اس کی برائی کرنا اس کا گوشت کھانا ہے۔ اگر کوئی برائی اور ممنوع فعل سرزد ہو گیا ہو تو اس کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو اور اس پر ندامت و شرمندگی کے ساتھ توبہ کرو۔ بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اتدرون ماالغيبة؟ قالوا الله ورسوله اعلم، قال ذكرك اخاك بمايكره، افرأيت ان كان في اخي مااقول؟ قال ان كان فيه ماتقول فقد اغتبته وان لم يكن فيه فقد بهته (۹۰)

تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کسی کا اپنے بھائی کے متعلق ایسی بات کرنا جو اسے ناگوار ہو۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ اگر اس میں واقعی وہ بات موجود ہو جو میں کہتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ تم جو کچھ کہتے ہو اگر وہ واقعی اس میں موجود ہے تو یہ غیبت ہے۔ اگر اس میں وہ بات نہ ہو جو تم کہہ رہے ہو تو یہ بہتان ہوگا۔

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت اور بری ہے۔ صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! غیبت

۹۰۔ مسلم: ج ۴، ص ۱۸۱، رقم ۲۵۸۹ ترمذی: ج ۳، ص ۳۷۵، رقم ۱۹۴۱

زنا سے زیادہ سخت کیسے ہوسکتی ہے؟ آپ نے فرمایا آدمی زنا کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے، تو اللہ اس کو معاف فرما دیتا ہے، لیکن غیبت کرنے والے کو اللہ اس وقت تک معافی نہیں دے گا جب تک وہ شخص معاف نہ کرے جس کی غیبت کی گئی ہو۔ (۹۱)

مفلسی کے خوف سے اولاد کو قتل کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَاتَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًاO (۹۲)

اور مفلسی کے ڈر سے تم اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم ہی ان کو رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔ بے شک ان کا قتل کرنا بڑی خطا ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں لوگ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی قتل کر دیا کرتے تھے۔ ایک تو اس خیال سے کہ لڑکیاں کچھ کما نہیں سکتیں جب کہ لڑکے لوٹ مار کر کے بھی کچھ نہ کچھ حاصل کر لیتے تھے۔ دوسرے اس وجہ سے لڑکیوں کو قتل کرتے تھے کہ جب وہ بڑی ہوں گی تو خاندان والے مفلسی کی بنا پر اس سے شادی نہیں کریں گے، اس لئے اس کا نکاح خاندان سے باہر کرنا پڑے گا، جو ان کے نزدیک بڑی عار کی بات تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اپنی اولاد کو افلاس و تنگ دستی کے خوف سے قتل نہ کرو۔ جہاں تک ان کے رزق کا تعلق ہے تو تمہیں اس کے لئے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ ان کی روزی تمہارے ذمے نہیں، سب کا روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے۔ تمہیں بھی وہی روزی دیتا ہے اور تمہارے رزق میں کمی کئے بغیر ان کے رزق کا ذمہ بھی اللہ ہی نے لیا ہوا ہے۔ لہٰذا بھوک اور افلاس کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کیا کرو۔ ان کا قتل جرم عظیم اور گناہ کبیرہ ہے۔

بدکاری کی ممانعت

اللہ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيْلًا O (۹۳)

اور تم زنا کے قریب بھی نہ جاؤ کیوں کہ وہ بے حیائی ہے اور وہ بری راہ ہے۔

زنا کرنا تو بہت دور کی بات ہے، تم اس کے قریب بھی نہ جاؤ۔ بلا شبہ وہ بڑی بے حیائی اور واضح طور

۹۱۔ مظہری: ج ۹، ص ۵۶ ۹۲۔ بنی اسرائیل: ۳۱
۹۳۔ بنی اسرائیل: ۳۲

پر برائی کا کام ہے، اور بہت برا طریقہ ہے۔ اس سے حسب ونسب میں خرابی پیدا ہوتی ہے، طرح طرح کی دشمنیاں، لڑائیاں اور جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس سے انسانیت کا احترام ختم ہو جاتا ہے، لہٰذا تم اس کے پاس بھی نہ پھٹکو۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا:

ان تجعل اللّٰہ ندا وھو خلقك ثم قال ای؟قال ان تقتل ولدك خشية ان ياكل معك، ثم قال ای؟ قال ان تزانی حليلة جارك (۹۴)

یہ کہ تم کسی کو اللہ کا شریک بناؤ حال آں کہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا پھر اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے لڑکے کو اس خوف سے قتل کرو کہ (اگر زندہ رہا تو) تمہاری روزی میں سے کھائے گا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔

وعدہ خلافی کی ممانعت

اگر تم لوگوں سے کسی جائز معاملے کا وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو۔ جو شخص عہد کی پابندی نہیں کرتا اس سے عہد توڑنے کے بارے میں پوچھا جائے گا اور اس کو عہد شکنی کی سزا دی جائے گی۔ کیوں کہ یہ بھی تکریم آدم کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًاO (۹۵)

اور عہد کو پورا کرو۔ بے شک عہد کی باز پرس ہوگی۔

جائز معاملات میں تم لوگوں سے جو عہد کرو اس کو پورا کرو۔ جو شخص عہد کی پابندی نہیں کرتا اس سے عہد توڑنے کے بارے میں باز پرس ہوگی اور اس کو عہد شکنی کی سزا دی جائے گی۔ اور ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَO (۹۶)

اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں۔

وہ اپنی امانتوں کی حفاظت کرتے ہیں خواہ ان امانتوں کا تعلق اللہ سے ہو یا بندوں سے وہ اپنے عہدوں کی پوری پوری حفاظت اور نگہبانی کرتے ہیں۔ وہ اپنے عہدوں کو توڑتے نہیں بل کہ اس پر قائم رہتے ہیں۔

۹۴۔ بخاری: ج ۴، ص ۸۷، رقم ۶۰۰۱۔ ۹۵۔ الاسراء: ۳۴

۹۶۔ المؤمنون: ۸

معاہد کا قتل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من قتل معاهدا لم يرح رائحة الجنة وان ريحها توجدمن مسيرة اربعين عاما(۹۷)

جس نے کسی معاہد کو قتل کیا وہ جنت کی خوش بو بھی نہ پائے گا حال آں کہ جنت کی خوش بو چالیس میل کی مسافت سے پائی جائے گی۔

ابی بکرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من قتل معاهدا فی غير كنهه حرم الله عليه الجنة (۹۸)

جس نے معاہد کو کسی وجہ کے بغیر قتل کر دیا تو اللہ اس پر جنت حرام کر دے گا۔

راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کا ہٹادینا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بينما رجل يمشی بطريق وجد غصن شوك علی الطريق فاخذه فشكر الله له فغفر له (۹۹)

ایک شخص راستے پر چل رہا تھا کہ اسے ایک کانٹے دار شاخ پڑی ہوئی ملی۔ اس نے اسے اٹھالیا (راستے سے ہٹادیا) تو اللہ نے اس کا یہ عمل قبول فرمالیا اور اس کی مغفرت فرمادی۔

مومنہ عورت سے بغض رکھنے کی ممانعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لايفرك مؤمن من مؤمنة ان كره منها خلقا رضی منها آخر (۱۰۰)

کوئی مومن مرد کسی مومنہ عورت سے بغض نہ رکھے۔ اگر اس کی کوئی عادت ناپسندیدہ ہوگی تو کوئی دوسری عادت پسندیدہ بھی ہوگی۔

ماتحتوں پر سختی کرنا

حضرت ابو مسعود انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے ایک غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا۔ میں نے

۹۷۔ بخاری: ج ۲، ص ۳۲۱، رقم ۳۱۶۶ ۹۸۔ ابوداؤد: ج ۲، ص ۴۴۰، رقم ۲۷۶۰

۹۹۔ بخاری: ج ۲، ص ۱۲۱، رقم ۲۴۷۲۔ مسلم: ج ۴، ص ۱۹۴، رقم ۱۹۱۴

۱۰۰۔ مسلم: ج ۲، ص ۳۸۳، رقم ۱۴۶۹

پیچھے سے آواز سنی:

اعلم ابامسعود! ان اللّٰه اقدر علیك منك علی هذالغلام

اے ابومسعود! جان لے کہ اللہ کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت حاصل ہے جتنی کہ تجھے اس غلام پر ہے۔

حضرت ابومسعود کہتے ہیں کہ میں نے مڑکر دیکھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ میں نے کہا یارسول اللہ اب یہ اللہ کے لئے آزاد ہے۔ پھر آپ نے فرمایا:

امالولم تفعل للفحتك النار (۱۰۱)

اگر تم ایسا نہ کرتے تو جہنم کی آگ تمہیں جلاڈالتی۔

مریض کی عیادت

حضرت علیؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

مامن مسلم یعود مسلما غدوۃ الاصلی علیه سبعون الف ملك حتی یمسی وان عادہ عشیة الاصلی علیه سبعون الف ملك حتی یصبح وکان له خریف فی الجنة (۱۰۲)

جو شخص صبح کے وقت کسی مریض کی عیادت کرتا ہے اس کے لئے ستر ہزار فرشتے شام تک دعا کرتے ہیں اور جو شام کے وقت ایسا کرتا ہے تو اس کے لئے ستر ہزار فرشتے صبح تک دعا کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے جنت میں ایک باغ بنادیا جاتا ہے۔

مسلمان کی عیب جوئی کرنا

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور بلند آواز سے فرمایا:

یامعشر من قداسلم بلسانه ولم یفض الایمان الی قلبه، لاتؤذوا المسلمین ولاتعیر وهم ولاتتبعوا عوراتهم، فانه من تتبع عورۃ اخیه المسلم تتبع اللّٰه عورته ومن تتبع اللّٰه عورته یفضحه ولو فی جوف رحله (۱۰۳)

اے لوگوں کے گروہ جو صرف زبانوں سے اسلام لائے ہیں اور ایمان ان کے دلوں میں نہیں

۱۰۱۔ مسلم: ج ۳، ص ۱۰۵، رقم ۱۶۵۹

۱۰۲۔ ترمذی: ج ۲، ص ۲۹۰، رقم ۹۷۱۔ ابوداؤد: ج ۳، ص ۶۲۵ رقم ۳۰۹۸

۱۰۳۔ ترمذی: ج ۳، ص ۳۱۶، رقم ۲۰۳۹

پہنچا۔ مسلمانوں کو اذیت نہ دو، انہیں عار نہ دلاؤ اور ان میں عیب تلاش نہ کرو۔ کیوں کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی عیب جوئی کرتا ہے تو اللہ اس کی عیب گیری کرتا ہے۔ اور جس کی عیب گیری اللہ کرے وہ ذلیل ہو جاتا ہے اگر چہ وہ اپنے گھر کے اندر ہی ہو۔

خلاصہ یہ کہ انسان کی تکریم یہ ہے کہ اللہ نے تمام مخلوقات کو اس کے لئے مسخر کر دیا ہے۔ انسانی تکریم کی بہت سی انواع واقسام میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ انسان کے سوا کوئی مخلوق ایسی نہیں جس کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہو۔ یہ اعزاز صرف انسان کو حاصل ہے۔

۲۔ جس طرح انسان کو فرشتوں اور دیگر مخلوقات پر فضیلت عطا کی گئی ہے اسی طرح اللہ نے اس کو ابلیس پر بھی فضیلت عطا فرمائی ہے۔

۳۔ اللہ نے انسان کو ایسا فہم وشعور اور صلاحیت عطا فرمائی ہے کہ وہ اس کے ذریعے تمام مخلوقات کو اپنے زیر تسلط لا کر ان پر حکم رانی کرتا ہے۔ مثلاً فضاؤں، سمندروں، پہاڑوں، زمین کی تہوں، جنگلات، حیوانات، درندوں وغیرہ سب پر اس کا تسلّط ہے۔

۴۔ شکل وصورت اور خدوخال کے اعتبار سے بھی اس کو نہایت حسین وجمیل بنایا۔ حسن و جمال کے اعتبار سے کوئی مخلوق اس کے ہم پلہ نہیں۔

۵۔ اعضا میں عدول توازن کے اعتبار سے بھی انسان کو دوسری مخلوقات پر فوقیت حاصل ہے۔

۶۔ قوت گویائی، افہام وتفہیم تحریر وتقریر کا جو ملکہ اس کو حاصل ہے وہ کسی اور مخلوق میں نہیں پایا جاتا

۷۔ انسان کے علاوہ کسی اور مخلوق حتی کہ فرشتوں کو بھی اس درجے کا علم وآگہی اور عقل وشعور نہیں دیا گیا جو انسان کو عطا فرمایا گیا ہے۔

۸۔ اللہ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنا کر اس کا درجہ تمام مخلوقات سے بلند فرما دیا ہے۔

۹۔ اللہ نے انسان کو اپنی خلافت جیسا عظیم منصب عطا فرمانے کے بعد اس کی ہدایت وہ نمائی اس کو اوامر ونواہی بتانے، اپنی رضا وخوش نودی کے کام اور اپنی کامل اطاعت کے طریقے سکھانے کے لئے انبیا علیہم السلام کو مبعوث فرمایا جن کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔ تمام انبیا اپنے اپنے علاقوں میں اپنی اپنی امتوں کی ہدایت ورہ نمائی کے لئے کوشش کرتے رہے اور لوگوں کو حق کی دعوت دیتے اور باطل سے روکتے رہے۔

۱۰۔ ان انبیا کی تعلیمات جامع اور کامل نہ تھیں اس لئے اللہ نے سب انبیا کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں کے لئے کامل واکمل نمونۂ عمل بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ پر دین کی تکمیل اور سلسلۂ نبوت کو

ختم فرمادیا۔آپ کی شریعت قیام قیامت تک باقی رہے گی۔

۱۱۔تمام انسان آدم کی اولاد ہیں۔اس نسبت کے اعتبار سے سب ہم مرتبہ ہیں۔ان میں سے کسی کو بھی ذات، پات، کنبے قبیلوں، برادریوں اور علاقوں کی بنا پر ایک دوسرے پر فضیلت حاصل نہیں، البتہ ان میں سے جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے اسی کو دوسروں پر بزرگی اور فضیلت حاصل ہے۔

۱۲۔انسانی تکریم کے تقاضوں میں سے یہ ہے کہ معاشرے کے کمزور و بے سہارا افراد کی مدد کی جائے، سب سے محبت وشفقت کا سلوک کیا جائے۔اور عداوت ونفرت اور بغض وحسد سے بچا جائے۔ اپنے ہاتھ، زبان، قلم اور مال غرض کسی بھی طرح مسلمان کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔صدقہ وخیرات کرتے رہنا چاہئے۔ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے نہیں کھانا چاہئے۔باطل طریقے سے مال کھانا یہ ہے کہ کسی کے مال پر جھوٹا دعوی کرنا، جھوٹی گواہی دینا، مال غصب کرلینا، مال چرالینا، دھوکہ دینا، خیانت کرنا، غیر شرعی کاموں میں خرچ کرنا وغیرہ۔البتہ جائز تجارت، ملازمت ومزدوری وغیرہ کے ذریعے ایک کا مال دوسرے کے لئے ممنوع نہیں۔کسی کا تحقیر آمیز مذاق اڑانا، کسی کو طعنہ دینا، کسی کو برے لقب سے پکارنا، کسی کی غیبت کرنا، بہتان لگانا، بدگمانی کرنا، کسی کو ناحق قتل کرنا، وعدہ خلافی کرنا، مفلسی کے خوف سے اولاد کو قتل کرنا، زنا کرنا، معاہد کو قتل کرنا، ماتحتوں پر سختی کرنا، مسلمان کی عیب جوئی کرنا وغیرہ سب امور تکریم کے خلاف ہیں۔ان سے بچنا چاہئے۔